سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،9۔فروری2016

(یوم الثلاثہ،29۔ربیع الثانی1437ھ)

سولہویں اسمبلی:انیسواں اجلاس

جلد 19:شمارہ 8

767

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ9-فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مال)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 2-فروری 2016 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قراردادیں)

1- شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مُلا عبدالقادر اور محترم قمرالزمان، جنہیں پاکستان کی محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا، کو نشان پاکستان دیا جائے۔

2- ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی فیس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

3- میاں محمود الرشید: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔

4- جناب محمد سبطین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ایجیو گرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔

5- محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16-دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔

768

(موجودہ قراردادیں)

1- چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں مذبحہ خانوں کے باہر جانوروں کو ذبح کرنے کی پابندی کو یقینی بنایا جائے۔

2- جناب محمد سبطین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔

3- میاں محمودالرشید: اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

4- ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔

5- محترمہ حنا پرویز بٹ: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔

769

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل، 9-فروری 2016

(یوم الثلاثہ، 29-ربیع الثانی 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

يُعۡرَفُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ بِسِيۡمٰهُمۡ
فَيُؤۡخَذُ بِالنَّوَاصِىۡ وَالۡاَقۡدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾
هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىۡ يُكَذِّبُ بِهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿٤٣﴾ يَطُوۡفُوۡنَ
بَيۡنَهَا وَبَيۡنَ حَمِيۡمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾
وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَاۤ اَفۡنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾
فِيۡهِمَا عَيۡنٰنِ تَجۡرِيٰنِ ﴿٥٠﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾
فِيۡهِمَا مِنۡ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوۡجٰنِ ﴿٥٢﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾

سورۃ الرَّحمٰن آیات 41تا53

گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے (41) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (42) یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے (43) وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے (44) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (45) اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں (46) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (47) ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) (48) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (49) ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں (50) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (51) ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں (52) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (53)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
کیونکہ اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں
آپ نے جب سے نوازا ہے یا رسول اللہ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ پھیلایا ہی نہیں
کوئی محبوب کا ثانی نہ محب کا ہمسر
ایک کا جسم نہیں ایک کا سایہ ہی نہیں
جس نے سرکار کے چہرے کی زیارت کر لی
اس کی نظروں میں کوئی اور سمایا ہی نہیں

سوالات

(محکمہ مال)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات مال و کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ محکمہ کالونیز کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا آپریشن ہوا ہے جو مجھے اطلاع ملی ہے لہٰذا محکمہ کالونیز کے سوالات کو pending کیا جاتا ہے اور محکمہ مال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اُن کی صحت کے لئے دعا کرالی جائے۔

جناب سپیکر: اللہ اُن کو صحت تندرستی دے۔ مہربانی۔ پہلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1292 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: لینڈ کمیشن کی اراضی و دیگر تفصیلات

*1292: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر لوگ ناجائز قابض ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعلسازی سے اس ضلع کے علاوہ دیگر اضلاع کے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ زمین الاٹ کرنے والی اتھارٹی کون ہے اس میں کون کون سے اہلکاران شامل تھے۔ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ضلع جہلم میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 1703 کنال 15 مرلہ ہے جس کی موضع وار تفصیل درج ذیل ہے:

تحصیل	مرلہ کنال	کیفیت
تحصیل جہلم	685K-03M	
ملک پور	534K-08M	غیر ممکن پہاڑ ہے
دار اپور	150K-15M	غیر ممکن دریا ہے
تحصیل پنڈ داد نخان	1018K-12M	
احمد آباد	57K-05M	رقبہ غیر مزروعہ / سیم تھور ہونے کی وجہ سے الاٹ نہیں ہوا ہے
چوران	55K-11M	ایضاً
گولپور	25K-04M	ایضاً
برج احمد خان	35K-12M	ایضاً
باغانوالہ	845K-00M	ایضاً

(ب)

تحصیل / موضع	خالی اراضی	اراضی زیر ناجائز قابضین
تحصیل جہلم		
ملک پور	534K-08M	
دار اپور	150K-15M	
تحصیل پنڈ داد نخان		
احمد آباد	57K-05M	
چوران	55K-11M	
گولپور	25K-04M	
برج احمد خان	35K-12M	
باغانوالہ	845K-00M	

(ج) ضلع میں جعلسازی سے کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا ہے۔

(د) جز(ج) کے بعد یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ قابل الاٹ رقبہ، بے زمین مزارعین و چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں سوال کے جز(الف) کے حوالے سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے جو تحصیل جہلم کا جواب میں دیا ہے کہ 685 کنال اور 3 مرلہ جگہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس طرح کا رقبہ ہے کیا یہ زرعی رقبہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!تحصیل جہلم میں کل رقبہ 685 کنال3مرلہ ہے اور یہ کاشت کے قابل نہیں ہے اور مزید تفصیل بھی نیچے درج ہے۔ملک پور میں 534 کنال8مرلہ اور دارا پور میں150 کنال15مرلہ رقبہ ہے۔

جناب سپیکر:محترمہ!انہوں نے صرف تحصیل جہلم کے بارے میں پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!میں تفصیل بتا رہی ہوں۔یہ تحصیل جہلم کی زمین کاشت کے قابل نہیں ہے۔یہ water dots یا river beds کے کنارے واقع ہے لہٰذا یہ کاشت کے قابل نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!انہوں نے آگے تفصیل میں ملک پور اور دارا پور کا رقبہ دیا ہوا ہے اس میں انہوں نے غیر ممکن پہاڑ، غیر ممکن دریا، لکھا ہوا ہے۔مجھے براہ مہربانی یہ بتائیں کہ حکومت نے کب اس کا سروے کیا ہے اور پھر ان کو پتا چلا کہ یہ غیر ممکن پہاڑ اور غیر ممکن دریا ہے یہ مجھے صرف تاریخ بتادیں یا پھر کوئی نزدیک ترین عرصہ بتادیں جبکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ یہ غیر ممکن پہاڑ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!ہر چھ ماہ کے بعد محکمہ مال گرداوری کرتا ہے اور یہ ان کے ریکارڈ میں ہوتا ہے اور یہ ڈسٹرکٹ کلکٹر سے ہم نے latest report لی ہے۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!یہ رقبہ کاشت کے قابل ہے یا بنجر ہے،یہ غیر ممکن پہاڑ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!غیر ممکن پہاڑ کا مطلب یہ ہے کہ یہ رقبہ کاشت کے قابل نہیں ہے اور غیر ممکن دریا کا مطلب یہ ہے کہ دریا کے کنارے پر واقع ہے لہٰذا وہ رقبہ بھی کاشت کے قابل نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!اگر یہ کہہ رہی ہیں تو میں ان کی بات مان لیتی ہوں ورنہ یہ جو چھ ماہ کی بات کر رہی ہیں تو نہ اب وہ پہاڑ رہ گئے ہیں، دریا میں پانی بھی کم آتا ہے اور ساتھ ہی دریا کا رُخ بھی تبدیل ہو چکا ہے۔ملک پور میرے grand father کے نام پر ہے اور دارا پور کی میں رہائشی ہوں۔ مجھے kindly یہ بتادیں کہ اگر چھ ماہ بعد یہ وہاں جا کر دیکھتے ہیں تو انہیں کیوں نہیں پتا کہ دریا کا رُخ تبدیل ہو چکا ہے اور وہاں پر جو زمین ہے وہ کاشت کے قابل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!Daily basis پر reports نہیں ہوتی ہیں یہ ہر چھ یا چار ماہ کے بعد combine ہوتی ہیں اور میرے پاس fresh report ہے۔یہ ڈسٹرکٹ کلکٹر سے ہم نے latest report لی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!یہ کیسی بات کر رہی ہیں دریا چھ ماہ میں اپنا رخ تبدیل نہیں کرتے بلکہ ان کو تو سالہا سال لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!وہ بتا رہی ہیں آپ ان کی بات سنیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!نہیں۔یہ غلط جواب نہ دیں۔دریا چھ ماہ میں اپنا رخ تبدیل نہیں کرتے بلکہ ان کو تو سالہا سال لگ جاتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آج تک سالہا سال ہو گئے وہاں پر کوئی آدمی گیا ہے اور نہ ہی کسی نے وہاں جا کر دیکھا ہے۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ تشریف رکھیں اور ان کا جواب سنیں۔آپ نہ بولیں ان کو بات کرنے دیں۔ایسے مناسب نہیں ہے۔بڑی مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!میں نے اس لئے عرض کی ہے کہ یہ میرا گاؤں ہے اور چونکہ میں وہاں کی رہائشی ہوں اس لئے میرا یہ حق بنتا ہے کہ مجھے ان کے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے جائیں۔اس سے آگے تحصیل پنڈ دادن خان آ جاتی ہے۔انہوں نے آگے جتنا بھی رقبہ احمد آباد، چوران، گو لپور، برج احمد خان اور باغانوالہ بتایا ہے ان سب کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ سیم و تھور کی وجہ سے الاٹ نہیں ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے یہاں اس اسمبلی میں بہت دفعہ حکومت وقت سے اپیل کی تھی کہ ہمارے حالات پنڈ دادن خان میں بہت بُرے ہیں۔اب انہوں نے خود مان لیا ہے کہ سیم و تھور کی وجہ سے ہمارے وہاں پر کیا حالات ہیں لیکن پھر بھی لوگ وہاں اپنے جانور پال کر گزارہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں یہ زمین الاٹ کر دی جاتی؟ تاکہ کم از کم لوگ اپنے جانور تو وہاں پر چرا سکیں کیونکہ ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدن نہیں ہے۔لوگوں نے بھیڑ بکریاں رکھی ہیں اور یہ لوگ اپنے جانور پالتے ہیں تو مجھے بتا دیں کیونکہ جو میں نے سوال کیا ہے اس میں انہوں نے جز(ہ) میں کہا ہے کہ قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ قابل الاٹ رقبہ، بے زمین مزارعین و چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں یہ رقبے الاٹ کر رہے ہیں۔مجھے بتایا جائے کیوں الاٹ نہیں کر رہے ہیں جبکہ وہاں پر اتنی غربت ہے؟ چلیں تھوڑی سی کچھ تو آسرا ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!یہاں پر یہ درست لکھا ہے کہ بے زمین مزارعین وچھوٹے مالکان کو رقبہ الاٹ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے conditions ہیں کہ 12½ ایکڑ سے کم کا جو مالک ہے یا جو landless یا tenant ہے اُس کو الاٹ کیا جاتا ہے لیکن یہ زمین چونکہ کاشت کے قابل نہیں ہے اور فی الحال ابھی تک ہمارے ڈسٹرکٹ کلکٹر کے پاس کوئی ایسی درخواست وصول نہیں ہوئی جس میں کسی نے درخواست کی ہو کہ یہ رقبہ الاٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!اگر یہ چاہیں گی تو میں ان کو آپ کے توسط سے applications لادوں گی۔میرے ایک اور بڑے اچھے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں جن کے حوالے سے آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ہمارے حالات مجھ سے بہتر وہ سمجھتے ہیں اور وہ ضرور میرا اس معاملے میں ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر:جی، ضرور دیں گے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!کیونکہ میں کوئی اپنی ذات کے لئے کام نہیں کر رہی ہوں۔تحصیل جہلم میں انہوں نے 685 کنال تین مرلہ رقبہ بتایا ہے۔میری آپ کے توسط سے یہ humble request ہے کہ حکومت ایک کمیٹی بنائے جو on ground جاکر دیکھے اور وہاں پر اگر کچھ جگہ بھی خالی نظر آئے تو مجھے بتائیں۔جو دریا کے بیچ میں پٹی ہے اُس پر بھی اب قبضہ ہو چکا ہے لیکن میری محترمہ بہن کس طرح محکمے کے جواب سے مطمئن ہو گئیں کہ ہاں!وہاں پر جگہ خالی پڑی ہوئی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!محترمہ اگر اُن جگہوں کی نشاندہی کر دیں تو ہم اجلاس کے بعد بیٹھ کر ضرور اس پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:چلیں، ٹھیک ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 1377 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور:پٹواریوں وگرداوروں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1377:ڈاکٹر نوشین حامد:کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار تعینات ہیں؟
(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفتر کس کس جگہ قائم ہیں اور ان میں کل کتنے اہلکاران کام کر رہے ہیں؟
(ج) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ضلع لاہور میں محال سیٹلمنٹ اور اشتمال کے کل 274 پٹواری، 25 گرداور، 7 تحصیلدار اور 20 نائب تحصیلدار تعینات ہیں۔
(ب) پٹواریوں کے بڑے بڑے دفاتر شاہدرہ، نولکھا۔لاہور خاص۔ بادامی باغ، ملتان روڈ، پاجی رائیونڈ روڈ، مسلم ٹاؤن موڑ۔ چونگی امر سدھو اور میڈیکل سوسائٹی پر لب نہر نزد جلو میں واقع ہیں۔اس کے علاوہ مختلف مواضعات میں بھی پٹواریوں کے دفاتر موجود ہیں۔
(ج) اس وقت 20 کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے جن دفاتر کا ذکر کیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ دفاتر حکومت کی buildings میں قائم کئے گئے ہیں یا کرائے پر لئے گئے ہیں اور اگر یہ کرائے پر ہیں تو ان کا کرایہ کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً کرایہ حکومت ہی دیتی ہوگی۔ کرایہ کسی اور نے، آپ نے یا میں نے تو نہیں دینا؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے تب ہی تو یہ سوال پوچھا گیا ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! قانون میں ایسی کوئی provision نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیسی؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! قانون میں ایسی provision نہیں ہے کہ پٹواریوں کے دفتر کے لئے حکومت پیسے دے گی۔ اگر ریونیو منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں تو بتا دیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق یہ دفاتر پٹواریوں نے ذاتی طور پر قائم کئے ہوئے ہیں جس کا کرایہ وہ خود دیتے ہیں اور سٹاف بھی خود رکھا ہوا ہے جس کے پیسے وہ سائلین سے وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! ایسی کوئی بات ہے یا کسی کی طرف سے ایسی کوئی شکایت آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! ٹوٹل 251 پٹوار خانہ جات ہیں جن میں سے 76 سرکاری دفاتر ہیں اور rented buildings 175 ہیں جن میں 185 اہلکاران کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ اس کا کرایہ کون دیتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! تمام غیر سرکاری عمارات کا کرایہ ڈیپارٹمنٹ ہی manage کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں لکھا ہے کہ ان میں سے 20 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کب سے چل رہی ہیں اور کب تک فائنل ہو جائیں گی کیونکہ سوال کا جواب مئی 2014 میں آیا ہے اور اب 2016 چل رہا ہے، تقریباً دو سال کا عرصہ گزر گیا ہے لہٰذا ان محکمانہ کارروائیوں میں کتنی progress ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! اس وقت پانچ محکمانہ کارروائیوں کا فیصلہ آ چکا ہے اور ابھی فی الحال 15 انکوائریاں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کورٹ میں ہیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ کا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اگلا سوال کہہ دیا ہے لہٰذا اب آپ مہربانی کریں اور اگلے سوال پر ضمنی سوال کر لیجئے گا۔ یہ سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب میں نے کہہ دیا ہے اور ہم آگے چلے گئے ہیں۔ اب آپ مہربانی فرمائیں۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! آپ کا دوسرا سوال بھی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر ممبر مطمئن نہیں ہوتا تو پھر اس طرح کرنا bulldoze کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تشریف آوری کا بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! سوال تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: صدیق صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے floor نوشین حامد صاحبہ کو دے دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ کی بہت مہربانی۔ میں آگے آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! کارروائی bulldoze نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ بڑی مہربانی۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں پچھلے سوال سے مطمئن ہی نہیں ہوئی تو آپ نے اگلا سوال کہہ دیا ہے۔ ابھی تو اس کے ضمنی سوال ہی مکمل نہیں ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات کا جواب دے دیا ہے۔ چلیں، اس سوال میں کر لیجئے گا۔ مہربانی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! وہ پہلے سوال پر ہمیں مطمئن تو کریں پھر اگلا سوال کریں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ پانچ ملازمین کے خلاف فیصلہ آ چکا ہے اور باقی کارروائی چل رہی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہم نے کہا ہے کہ rented buildings کا جو کرایہ حکومت دیتی ہے وہ totally غلط ہے۔

جناب سپیکر: آپ سوال کر رہے ہیں لیکن یہ ڈاکٹر صاحبہ کا سوال ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پر بات کر رہا ہوں اور ضمنی سوال کرنا میرا حق بنتا ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال کرنا میرا حق بنتا ہے اور یہ حق آپ ہمیں کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب محکمہ دیتا ہے۔ جی، نوشین حامد صاحبہ!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ہمارا حق ہے۔ آپ کو ہمیں ٹائم دینا چاہئے۔ اگر آپ نے ٹائم نہیں دینا تو پھر اس کا فائدہ ہی نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: جی، ایسے نہ کریں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس طرح تو اس ایوان کی اہمیت ہی ختم ہے۔ اس طرح یہ ایوان نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسے یہ بات ٹھیک نہیں ہوتی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر ایک ممبر سوال کر رہا ہے لیکن دوسرا ممبر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہے تو اس میں کیا اعتراض ہے؟ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سال بعد سوال کی باری آتی ہے اور اس ایوان کے علاوہ کوئی ایسا forum بھی نہیں ہے۔ جب تک کسی ممبر کے سوال کا جواب نہیں آ جاتا اُس وقت تک لوگوں میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ آپ کا جھکاؤ حکومتی بنچوں کی طرف ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ ایسی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ ایوان کے custodian ہیں لہذا آپ غیر جانبدار رہیں۔

جناب سپیکر: جی، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہمیں سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: صدیق صاحب! آپ بیٹھیں اور مجھے نوشین حامد صاحبہ کی بات سننے دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ Don't look nice میں نے floor نوشین حامد صاحبہ کو دیا ہے لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے غلط جواب دیا ہے اور اس پر ابھی ہم مطمئن نہیں ہوئے۔ جب میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں تو اگلا سوال کیسے کر دوں؟

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے آپ کو جواب تو دے دیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کرایہ ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے تو ایسی کوئی provision نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کو بتا تو دیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں اگر غلط جواب دیا جائے تو اس کی clarity لینا آپ کی ذمہ داری ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بجٹ میں ایسی کوئی provision موجود نہیں ہے کہ پٹوار خانوں کا rent حکومت ادا کرے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: یہاں حکومتی بنچوں کے ممبران بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو ہمیں پورے پنجاب کے حوالے سے ایسی کوئی ایک بات بتا دیں۔ پٹواری کرپشن کے پیسوں سے یہ rented buildings لیتے ہیں۔ بجٹ میں ایسی کوئی provision نہیں ہے اس لئے یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ ان کے سوال کا جواب دوبارہ بتا دیں جو وہ پوچھ رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ایک ایک سوال پر اتنا ٹائم لگ جاتا ہے تو ہمارے سوال کدھر گئے؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے اُن سے جواب لینے دیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اُن کا کرایہ محکمہ ہی manage کرتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ اس کے legal ثبوت دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، پہلے آپ ثابت کریں پھر اُس کے بعد میں notice لوں گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ کوئی legal ثبوت دے دیں کہ محکمہ rented buildings کا کرایہ خود دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے جو بات کی ہے میں پتا کر لیتا ہوں۔ آپ خود ثبوت لے کر آئیں پھر بات کریں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ اگلا سوال نہیں لینا چاہتیں؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں وہ بھی کروں گی پہلے اس کا جواب دے دیں کیونکہ ہمارے علم کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: جی، علم نہیں بلکہ لکھ کر لائیں میرے پاس۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کرایہ پٹواری اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ثبوت لے کر آئیں تو میں دیکھ لوں گا۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ثبوت ہم نے نہیں بلکہ حکومت نے دینے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ایسا issue ہے نہیں جو آپ کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور انہوں نے جواب دے دیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! چونکہ ان کی طرف سے اعتراض آیا ہے تو انہیں چاہئے کہ پہلے یہ ثبوت لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، ثبوت لے کر آئیں تو دیکھیں گے۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے صحیح جواب دیا ہے اور آپ ثبوت لے کر آئیں جو آپ کے پاس ہے تو پھر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! اعتراض معزز ممبر کی طرف سے آیا ہے تو یہ ثابت کر دیں جس پر ہم ایکشن لیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ایوان کو misguide کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اب آپ تشریف رکھیں۔ ایسے آپ کی بات اچھی نہیں لگتی۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ بات نہیں کرنا چاہتیں؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے انہوں نے جو on the floor of the House جواب دیا ہے کہ محکمہ اس کا کرایہ ادا کرتا ہے تو پھر یہ محکمہ کا بجٹ دکھا دیں کہ اس کا کرایہ کس head میں سے جاتا ہے تو ہم اپنا اعتراض واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے جواب دے دیا ہے اس لئے آپ اپنا اگلا سوال کریں اور اگر آپ نہیں کرنا چاہتیں تو آپ کی مرضی ہے میں اگلے سوال پر چلا جاؤں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اگر اسی طرح چیزیں bulldoze ہوتی رہیں تو سوال کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ ایسے نہ کریں کیونکہ اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔ اگر غلط ہے تو آپ ثابت کریں پھر میں دیکھوں گا جس پر کوئی رولنگ دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! آپ صرف یہ ہدایت دے دیں کہ اس کا head of accounts دکھا دیں کہ کس head سے یہ کرایہ جاتا ہے تو ہم لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔ آپ آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد معزز ممبر کو مزید تفصیلات مہیا کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! مجھے اس ایوان میں جواب چاہئے۔ کل دے دیں، پرسوں دے دیں مجھے اس کا جواب ایوان میں چاہئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس کا جواب کبھی نہیں آئے گا کیونکہ پٹواری حکومت کے main pillars ہیں اور انہی کی بدولت یہ الیکشن جیتتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ عباسی صاحب! ایسے نہ کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!ان کا سوال تھا کہ کل کتنے پٹوار خانے ہیں اوران میں سے غیر سرکاری کتنے اور سرکاری کتنے ہیں جس کا مفصّل جواب دے دیا گیا ہے۔ اب انہیں مزید تفصیل کرایہ ناموں کی چاہئے تو یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!اس کا جواب اس ایوان میں آنا چاہئے۔(شور وغل)

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!اس کا جواب مجھے اس ایوان میں چاہئے بے شک کل دے دیں۔

جناب سپیکر:چلیں، جی اس کا جواب ایوان میں ہی آجائے گا۔اس سوال کو pending کرتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!یہ commitment ہے کہ کل اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ایوان میں دیں گی؟

جناب سپیکر:میں نے انہیں کہہ دیا ہے تو وہ اس کا جواب اس کی باری آنے پر دیں گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!پٹواریوں کی کرپشن کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ کرایہ اپنی جیب سے دیتے ہیں۔یہ اس کا جواب ایوان میں دیں کیونکہ ہم یہاں پر کرپشن ختم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ جب اس کی باری آئے گی تو آپ کو اس کا جواب اس ایوان میں مل جائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!آپ ان سے commitment لے دیں۔

جناب سپیکر:آپ آگے چلیں۔جب اس کی باری آئے گی تو جواب آجائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے commitment لے دیں کہ وہ کل اس کا جواب لے کر ایوان میں آجائیں گی تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر:نہیں۔میں commitment ایسی کیسے کرلوں اور کل کیسے جواب آجائے گا؟جب اس کی باری آئے گی تو اس کا جواب ایوان میں آجائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!پھر ابھی دے دیں یا پھر کل کی commitment دیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!پھر آپ کی مرضی ہے، دیکھ لیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!میں نے آپ کے سامنے ایک valid issue اٹھایا ہے---

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کی مہربانی۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ اس سوال کو pending کرتے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!میں نے آپ کو انفارمیشن بھی دے دی ہے اور بتا بھی دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کی مہربانی، اس سوال کو pending کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!یہ تو پھر کرپشن کو promote کیا جا رہا ہے اور میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ کرایہ اپنی جیب سے پٹواری ادا کرتے ہیں لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں نے اس سوال کو pending کر دیا ہے اس لئے آپ ایسے نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو پٹواری گو"اور"پٹواری کلچر ختم کرو"
جبکہ معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"رو عمران رو"کی نعرے بازی)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح حکومت کرپشن کو protection دے رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں اور آپ کو نقصان ہو گا۔ محترمہ!اس سوال کو میں نے pending کر دیا ہے اس لئے آپ اگلے سوال پر آ جائیں۔(شور وغل)

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!شکریہ۔ ویسے میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ 2014 کے بعد آپ کو پٹواری نظر نہیں آئے گا لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: کس نے وعدہ کیا تھا؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!اخبار میں اس حوالے سے خبر کی کٹنگ موجود ہے جو میں آپ کے سامنے لا دوں گی کہ میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ 2014 کے بعد پٹواری کا کردار۔۔۔

جناب سپیکر: اس سسٹم کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کہا ہو گا۔ میرے خیال میں یہ بات انہوں نے نہیں کی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1378 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل سرگودھا میں پٹوار سرکلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1378: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سرگودھا، محکمہ مال میں کتنے پٹواری اور گرداور ہیں، کب سے تعینات ہیں ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداور کی کل سروس کتنی کتنی ہے؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں کتنے پٹوار سرکل اور قانونگوئیاں ہیں اور سرکل میں کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر سرگودھا کی طرف سے دیئے گئے جواب کے مطابق اس وقت سرگودھا میں 62 پٹواری اور 10 قانونگو کام کر رہے ہیں ہر ایک پٹواری اور قانونگو کی ایک حلقہ میں تعیناتی کی مدت (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل سرگودھا کے پٹواریوں اور گرداوروں کی مدت ملازمت کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل سرگودھا میں 74 پٹوار سرکل اور 10 قانونگوئیاں ہیں اس وقت اس تحصیل میں 62 پٹواری اور 10 قانونگو کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس جواب میں بتایا گیا ہے کہ پٹوار سرکل 74 ہیں اور پٹواری 62 ہیں تو باقی 12 سرکل میں پٹواری تعینات کیوں نہیں کئے جا رہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! کچھ پٹواریوں کو یہاں پر اضافی چارج دیا گیا ہے اس لئے پٹوار خانے زیادہ ہیں اور پٹواری کم ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ان کے پاس اضافی چارج کب تک رہے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! جب تک نئی ریکروٹمنٹ نہیں ہوتی ویسے محکمہ بہت جلد اس کا نوٹس لے رہا ہے اور اس پر عمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، جلد ہو جائے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! کن پٹواریوں کے پاس اضافی چارج، ذمہ داریاں ہیں اور وہ کون سی ذمہ داریاں ہیں؟

جناب سپیکر: کون سی اضافی ذمہ داریاں، کیا مطلب ہے؟ ہر پٹواری کی اپنے اپنے سرکل میں ذمہ داری ہوتی ہے۔ اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 1818 ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ اس کا جواب پڑھ دیں۔

تحصیلدار بی ایس 16 کے امتحان کے نتائج میں تاخیر

*1818: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دسمبر 2011 میں PPSC کے ذریعے تحصیلدار بی ایس۔16 کی 43 اسامیاں مشتہر کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پورے پنجاب سے ۔/43000 امیدواروں نے اس پر اپلائی کیا اور جس کی محکمانہ فیس ۔/700 روپے فی امیدوار تھی اور محکمہ نے دو کروڑ 90 لاکھ روپے فیس اکٹھی کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال بعد PPSC کی جانب سے ان اسامیوں پر دسمبر 2012 میں PPSC نے امیدواروں سے چار پیپرز کا امتحان لیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال ان اسامیوں کا رزلٹ نہیں دیا گیا اور حکومت نے ہر اسامی withdraw کر لی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیلدار بی ایس۔16 کی اسامیاں صرف PPSC کے ذریعے ہی پُر کی جاتی ہیں جبکہ محکمانہ بھرتی نہیں ہو سکتی؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت درج بالا اسامیوں کو پُر نہ کرنے اور withdraw کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ یہ بہت اہم سوال ہے اس لئے اس کا جواب پڑھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب پڑھوانا چاہتی ہیں؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! اس کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے 45 تحصیلداروں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے PPSC کو لکھا تھا اور PPSC نے مذکورہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مشتہر کیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ PPSC نے 45 اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے امتحانات اور انتظامی معاملات کو احسن طریقہ سے ادا کرنے کے لئے۔/700 روپے فی امیدوار چارج کی تھی اور 42613 امیدواروں نے درخواست دی تھی جس کی کل رقم 2 کروڑ 98 لاکھ 20 ہزار ایک سو روپے بنتی ہے جو کہ حکومت کے ہیڈ میں جمع ہوتے ہیں۔

(ج) اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے چونکہ امتحانات PPSC لیتا ہے اور PPSC ایک خود مختار ادارہ ہے اور اپنے قواعد و ضوابط کے مطابق اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے امتحان لیتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے 45 تحصیلداروں کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے PPSC نے مذکورہ اسامیوں کو مشتہر کرنے کے بعد امتحان لیا تھا لیکن بعض انتظامی وجوہات

کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ اسامیاں بورڈ آف ریونیو پنجاب نے واپس لے لی ہیں یا ختم کر دی ہیں۔

(ہ) یہ درست ہے کہ مجوزہ حکومتی پالیسی کے مطابق گریڈ 11تا16تک کی اسامیاں صرف PPSCکے ذریعہ سے ہی پُر کی جاتی ہیں۔

(و) یہ درست ہے کہ 45 تحصیلداروں کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئےPPSCنے مشتہر کرنے کے بعد امتحان لیا تھا لیکن بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے یہ بھی درست نہ ہے کہ مذکورہ بالا اسامیوں کو بورڈ آف ریونیو نے واپس لے لیا ہے یا ختم کر دیا ہے مذکورہ بالا اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب تو میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے لیکن دوسروں کے ٹائم کا بھی خیال کریں آگے جن کے سوال ہیں اگر یہ اس طرح سے ہر ایک کا جواب پڑھنا شروع کر دیا تو کس طرح باقی معزز ممبران کی باری آئے گی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم issueہے۔ میرا جز(د) میں ضمنی سوال ہے کہ اس میں انہوں نے جو جواب دیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے جب کہ امتحانات لئے گئے۔ جب امتحان ہو جاتا ہے پھر کون سی ایسی انتظامی وجوہات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے اس کا اعلان نہیں کیا جاتا، میں چاہتی ہوں اس کوexplainکر دیا جائے تاکہ ہمارے نالج میں آئے کہ وہ کون سی ایسی وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! بالکل اس کا جواب یہ ہے کہ جز(ج) میں نے یہ پڑھا ہے کہ PPSC is independent bodyیہ محکمہ مال کےunderنہیں ہے تو PPSCنے امتحانات لئے ہیں اور امتحانات کے جو رزلٹ ہیں وہ انہوں نے ہی announce کرنے ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! نہایت ہی احترام کے ساتھ میں یہ عرض کروں گی کہ اگر یہ جواب آیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان کی اپنی بھیresponsibilityہے کہ یہ اس معاملے کو جاننے کی خود بھی کوشش کریں تاکہ ایوان میں ہمیں بھی بہتر طور پر آگاہ کر سکیں۔ اگر ایک ڈیپارٹمنٹ امتحانات

لینے کے بعد رزلٹ announce نہیں کر رہا تو اُس کی کیا وجوہات ہیں؟ میں سمجھتی ہوں ہم سے زیادہ ان کی responsibility ہے کہ وہ اس چیز کو خود بھی جانیں اور میرا خیال ہے کہ اس کا جواب ان کے پاس بھی نہیں ہے معلومات یہ خود بھی حاصل نہیں کر سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہ matter High Court میں pending ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرے چھوٹے چھوٹے دو ضمنی سوال اور ہیں۔

جناب سپیکر: جب یہ matter High Court میں pending ہے تو پھر میرے خیال میں اس کو discuss کرنا آپ کو بھی اچھا نہیں لگے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں تو ایسی کوئی بات نہیں کر رہی جس کا جواب مجھے اس طرح سے دیا جائے اور مجھے اچھا نہ لگے میں valid بات کر رہی ہوں to the point بات کر رہی ہوں اور قانون اور ضابطے کے مطابق بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (ب) میں جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ 2 کروڑ 98 لاکھ 20 ہزار روپے کی رقم جو ہے وہ گورنمنٹ کے اکاؤنٹ ہیڈ میں جمع ہے مجھے اُس کا بھی بتایا جائے کہ وہ رقم کے جو applicants تھے جنہوں نے وہ رقم اس امتحان کی وجہ سے فیس کی مد میں apply کرنے کے لئے جمع کی تھی اُس کو واپس کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! وہ فیس واپس نہیں ہوتی وہ ناقابل واپسی ہوتی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں یہ تو انتہائی زیادتی ہے کہ ایک بندہ apply کرتا ہے، paper دیتا ہے اُس کے exam دینے کے بعد یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ تم پاس ہوئے یا تم فیل ہوئے تمہاری application منظور ہوئی، نہیں منظور ہوئی even then اُن کے پیسے بھی واپس نہیں کئے جا رہے۔ مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ یہ گڈ گورننس کا کون سا طریق کار ہے کہ کوئی مد بھی نہیں چھوڑنی

کسی جگہ پر عوام کے لئے کوئی ریلیف نہیں ہے اور وہ غریب عوام پتا نہیں کہاں سے پیسے لا کر فیسیں جمع کرواتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسا نہ کریں اس میں آپ تحریک لے کر آئیں گے تو میں اُن سے پوچھنے والا بنوں گا۔ اُن سے ضرور جواب لوں گا جی، آپ اس میں کوئی تحریک لائیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتا دیا جائے جو آخر میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ گورنمنٹ کا ان اسامیوں کو پُر کرنے والا معاملہ بہت جلد زیر غور ہے کیا کوئی time-frame دیں سکتی ہیں؟ جو ایڈیشنل چارج پر پٹواریوں کو سارے اختیارات دیئے ہوئے ہیں اور ابھی ان کا ارادہ نہیں ہے time-frame کوئی نہیں ہے کیا بتائیں گی کہ کتنے عرصہ کے اندر یہ اسامیاں پُر ہو جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہ process ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے نہیں کیا یہ PPSC کے through ہوا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ یہاں پر حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کا خاتمہ چاہتی ہے اور زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا جو عمل ہے ہم نے تقریباً 85 سے 90 فیصد تک cover کر لیا ہے اور 30-06-16 hundred percent تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: صدیق خان صاحب! بات سنیں the matter is pending at adjudication تو ایسے بات مناسب نہیں لگتی آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا جز (ب) پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول شدہ رقم BO1173 کے ہیڈ میں جمع کروائی جاتی ہے۔ میں جز (ب) کا جواب پڑھ رہا ہوں سوال نمبر 3320 ہے۔

جناب سپیکر: آپ کدھر پہنچ گئے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! sorry

جناب سپیکر: صدقے جاواں۔ جی، اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! on her behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 3320 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ ناہید نعیم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: تحصیلداروں، نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3320: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے ضلع گوجرانوالہ میں سال 12-2011 میں زرعی انکم ٹیکس کی مد میں کتنی رقم وصول کی؟

(ب) زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول کی جانے والی رقم کہاں کہاں خرچ کی جاتی ہے، اس کے خرچ کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں موجود پٹواریوں، تحصیلداروں، نائب تحصیلداروں کی کتنی تعداد ہے نیز ان کے دفاتر کہاں کہاں ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر، ضلع گوجرانوالہ کے مہیا کردہ جواب کے مطابق ضلع گوجرانوالہ میں سال 12-2011 میں زرعی انکم ٹیکس کی مد میں مبلغ 2,03,27,230 روپے وصول کئے گئے ہیں۔

(ب) زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول شدہ رقم کو BO1173 کے ہیڈ میں جمع کروایا جاتا ہے بعد ازاں حکومت پنجاب اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرتی ہے۔

(ج) آمدہ جواب از ڈسٹرکٹ کلکٹر گوجرانوالہ کے مطابق ضلع گوجرانوالہ میں موجود تحصیلداران اور نائب تحصیلداران کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام اسامی	کل اسامیاں	تعداد تعینات اسامیاں	تعداد خالی اسامیاں
تحصیلدار	05	04	01
نائب تحصیلدار	14	12	02
پٹواری	270	207	63

جملہ تحصیلداران، نائب تحصیلداران کے دفاتر ضلع ہذا کی پانچ تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں واقع ہیں نیز مذکورہ افسران مطابق دورہ پروگرام دیہات میں جاکر کار سرکار بھی انجام دیتے ہیں۔ پٹواریوں کے دفاتر کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت ضلع گوجرانوالہ درج ذیل پٹواریوں کے خلاف محکمانہ انکوائری چل رہی ہے۔

نام پٹواری	حلقہ	وجہ انکوائری
رانا اشفاق احمد	کوٹلی مغلہ	دوران Stay فرد جاری کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔
رانا محمد اشفاق	قلعہ دیدار سنگھ	آڈر ہن رقبہ کی فرد جاری کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔
غلام دستگیر	بنیکہ چیمہ	باوجہ نامکمل کاغذات بستہ انکوائری چل رہی ہے۔
محمد ارشاد چیمہ	معطل	اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔
رانا منور حسین	معطل	اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے پر انکوائری چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال کا جز (د) ہے اس میں جو detail دی گئی ہے میں اس کے حوالے سے محترمہ سے پوچھنا چاہوں گی کہ یہ سوال وصولی کی تاریخ 13۔دسمبر 2013 ہے اور تاریخ ترسیل 26۔فروری 2014 ہے اور ہمیں جو جواب موصول ہوا ہے وہ 2016 میں پڑھا جارہا ہے تو اس دوران کا جو update ہے جو انہوں نے یہاں detail دی ہوئی ہے کہ اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل پٹواریوں کے خلاف محکمانہ انکوائری چل رہی ہے اب اس وقت اس انکوائری کا کیا status ہے اور ان میں سے کتنوں کو بحال کر دیا گیا ہے کتنوں کو معطل کر دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! ان پانچ میں سے چار کے خلاف انکوائریاں continue ہیں اور ایک کا فیصلہ ابھی تک آیا ہے جو کہ رانا منّور حسین ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! محترمہ سے صرف یہ درخواست ہے کہ آپ ایوان کو detail بتا دیں کہ جو اس پر فیصلہ آیا ہے وہ فیصلہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!میرے پاس ابھی تک جو latest record ہے ڈسٹرکٹ کلکٹر گوجرانوالہ کے پاس تھا جو مجھے موصول ہوا ہے رانا منوّر حسین کا فیصلہ آیا ہے اور چار کی انکوائری چل رہی ہے مزید detail جیسے۔۔۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!ان کا اتنا ہی فیصلہ آیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر اس فیصلہ کی مزید detail میں آپ کو بعد میں provide کر دوں گی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):جناب سپیکر!معزز ممبر کا سوال یہ ہے کہ کتنے پٹواریوں کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں تو ڈیپارٹمنٹ میں پانچ کے خلاف چل رہی تھیں۔ ایک کا فیصلہ آ چکا ہے اور چار کے خلاف ابھی بھی انکوائریاں continue ہیں۔یہ سوال کرنا کہ ان پر فیصلہ کیا آیا ہے یہ fresh question بنتا ہے۔you have to submit a fresh question.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!یہ تو بتا دیں کہ انہیں معطل کیا گیا، بحال کیا گیا یا کیا کیا گیا؟یہ تین سالوں میں ان پانچ کیسوں کے لئے فیصلہ نہیں کر سکے ہمیں تو ان کی detail چاہئے اور اس ایوان کو بتایا جائے کہ ان پٹواریوں کا کیا بنا؟

جناب سپیکر:محترمہ!وہ پوچھ رہے ہیں کہ فیصلہ کیا آیا، بس آپ وہ بتا دیں؟

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!یہ 2013 میں سوال کیا گیا تھا کیا انہوں نے 2016 میں بھی نہیں بتانا؟یہ بتائیں کہ جن کی انکوائری لگائی تھی ان پٹواریوں کے خلاف کیا ہوا، کیا انہیں نوکری سے نکال دیا، بحال کر دیا ہے یا پھر بتایا جائے اس انکوائری کو کتنا عرصہ چلانا ہے؟

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!ان دو سوالوں پر ہی سارا وقت خرچ ہو گیا ہے، جو ہمارے آگے سوال رہ جائیں گے ان کا کیا بنے گا؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:پلیز تشریف رکھیں۔چودھری صاحب!آپ بھی تشریف رکھیں کیا آپ کا اس میں کوئی سوال ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ایک بھی سوال ہے؟ اگر آپ کا اس میں سوال ہے تو پھر آپ کو دوسروں کا خیال کرنا چاہئے، مہربانی کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ پھر یہ کہہ دیں کہ ضمنی سوال کی اجازت نہیں ہے میں نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: اچھا بولیں، کیا سوال ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصول شدہ رقم DO(1873) کے head میں جمع کرائی جاتی ہے۔ جو زرعی ٹیکس کا ایکٹ 1997 ہے وہ "زرعی ٹیکس" ہے "زرعی انکم ٹیکس" نہیں ہے۔ یہ جو کل منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ زرعی انکم ٹیکس اور زرعی ٹیکس میں ابہام پایا جاتا ہے۔ یہاں لاء منسٹر بھی موجود ہیں پنجاب میں "زرعی انکم ٹیکس" کا کوئی قانون نہیں ہے اور 1997 کا جو قانون ہے وہ "زرعی ٹیکس" کے نام پر ہے وہ زرعی انکم ٹیکس کے نام پر نہیں ہے۔ یہ جو جواب آیا ہے اس حوالے سے ہمیں وضاحت چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا یہ سوال آپ وزیر قانون سے پوچھ رہے ہیں یا محترمہ پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھ رہے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! محترمہ بتادیں۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: یہ تو ٹیکنیکل بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہ ذرا اپنا سوال دہرا دیں سمجھ نہیں آئی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اپنا سوال دہرا دیتا ہوں۔ جو 1997 کا ایکٹ ہے اس کا ٹائٹل "زرعی ٹیکس" ہے "زرعی انکم ٹیکس" نہیں ہے۔ اس وقت کاشتکاروں سے دو ٹیکس لئے جارہے ہیں ایک "زرعی ٹیکس" اور دوسرا "زرعی انکم ٹیکس"۔ یہ جس اکاؤنٹ میں پیسے لے رہے ہیں یہ جواب میں "زرعی انکم ٹیکس" کی بات کی جارہی ہے۔ جب یہ "زرعی انکم ٹیکس" آپ کا قانون ہی نہیں ہے تو پھر یہ کیسے پیسے

لئے جا رہے ہیں؟یہی تو جھگڑا ہے، "زرعی انکم ٹیکس" تو آپ کے purview میں ہی نہیں آتا۔ اس کا جواب محترمہ دے دیں یا لاء منسٹر صاحب دے دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کس حیثیت میں جواب دینا چاہتے ہیں؟ وہ جن سے پوچھ رہے ہیں وہی جواب دے سکتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس لئے آپ سے اجازت مانگ رہا تھا کہ اگر جناب فرمائیں تو میں عرض کر دوں ورنہ پھر لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ وہ جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! یہاں "زرعی انکم ٹیکس" سے ہماری مراد land base tax ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پھر وہ یہاں درست کریں۔

جناب سپیکر: اس کو درست کر لیا جائے۔ اس کو "زرعی انکم ٹیکس" نہیں بلکہ "زرعی ٹیکس" ہی پڑھا جائے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! وہ تو ایکٹ ہی موجود نہیں ہے وہ کس اکاؤنٹ میں پیسے جمع کرائے جا رہے ہیں، یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہاں "زرعی انکم ٹیکس" کی بات کی جا رہی ہے ان کا سوال "زرعی انکم ٹیکس" کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی درستی کر رہے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 332 جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔ محترمہ! یہ پھر آپ کا سوال آ گیا ہے اور اس سے آگے بھی آپ کا سوال ہے، آپ کے ساتھی آپ کو اپنے سوال تک پہنچنے نہیں دے رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! بڑے دنوں بعد سوال آئے ہیں۔ میرا سوال نمبر 1294 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فوتید گی انتقال کے اندراج کے واجبات کی ادائیگی و دیگر تفصیلات

*1294: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کسی شخص کے فوت ہونے پر جو فوتید گی انتقال اس کے ورثاء کے نام اندراج کیا جاتا ہے اس کے حکومتی واجبات کس شرح سے لئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ واجبات جائز ہیں کیونکہ ورثاء اپنی موجودہ جائیداد کے کلی طور پر پہلے ہی سے وارث ہوتے ہیں اوراس میں ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا؟

(ج) کیاحکومت اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ یہ کارروائی بغیر ٹیکس یاواجبات کے ہو؟

(د) اگر کوئی تجویز زیر غور نہیں تو کیا حکومت اس مسئلہ پر قانون سازی کرنے کاارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) کسی بھی مالک اراضی کی فوتید گی کے بعد اس کی جائیداد اس کے وارثان کے نام بذریعہ انتقال وراثت درج کر کے تصدیق کی جاتی ہے۔انتقال وراثت پر فیس بورڈ آف ریونیو پنجاب کی جاری شدہ چھٹی نمبر1587-2010/1592-LR(I) مورخہ 30۔جون2010 کے ضمن 1 کے تحت مبلغ -/500روپے مقرر ہے جس میں سے -/300روپے بحق سرکار اور -/200روپے ریونیو سٹاف کو دیئے جاتے ہیں۔ نقل جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! واجبات درست ہیں یہ معمولی واجبات کاغذات کی پرنٹنگ، کتابوں کی جلد بندی اور کاغذات کی حفاظت وغیرہ کا معاوضہ ہے۔کیونکہ وارثان اس انتقال وراثت کی تصدیق کے بعد ہی مالک جائیداد قرار پاتے ہیں۔

(ج) جی، نہیں۔

(د) وضاحت جز(ب وج) میں ملاحظہ ہو۔ چونکہ یہ واجبات معمولی نوعیت کے ہیں اس لئے تاحال اس بابت کوئی معاملہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں جز(الف) کے بارے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس میں دیا ہوا ہے کہ 500روپے فیس مقرر ہے جس میں سے 300روپے بحق سرکار۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ان کی بات سننے دیں،گپ شپ سے پرہیز کیجئے۔

محترمہ راحیلہ انور: جس میں سے 300روپے بحق سرکار اور 200روپے ریونیو سٹاف کو دیئے جاتے ہیں۔ ہر بندے کو پتا ہے کہ under the table کیا ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو کچھ under the table ہو رہا ہے اس پر کچھ چیک اینڈ بیلنس ہے؟ یہ جو فیس 1000 روپے ہے this is nothing وہاں تو لاکھوں کی فیس لی جاتی ہے۔پٹواری کی اپنی فیس ہے، تحصیلدار کی اپنی فیس ہے وہاں تو لوگوں کو لوٹا جاتا ہے۔کیا کوئی ایسا mechanism ہے کہ اس کو دیکھا جائے کہ وہاں واقعی ایسا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! جو رولز اور قاعدے ہیں ان کے مطابق یہاں پر 500روپے fix ہے جس میں سے 300روپے حکومت کے head میں جاتا ہے اور 200 روپے کی bifurcation ہے۔اس بارے میں annex-A میں بھی ہے اور میں بھی آپ کو بتا دیتی ہوں کہ جہاں پر ابھی تک manual system ہے وہاں پٹواری کو 100روپے، قانونگو کو 50روپے اور ریونیو آفیسر کو 50روپے دیئے جاتے ہیں۔جہاں پر online system ہو گیا ہے وہاں پر پٹواری کو 100روپے،

50 rupees goes to the service central official, 25 rupees to ADLR and 25 rupees to the service centre incharge.

جہاں تک آپ کا یہ سوال ہے کہ وہاں زیادتی ہوتی ہے یا عوام کو لوٹا جاتا ہے تو جہاں جہاں سے محکمے کو شکایت موصول ہوتی ہے محکمہ اس پر ضرور ایکشن لیتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس میں چٹھی نمبر کا حوالہ دیا گیا ہے کہ آدمی کے فوت ہونے کے بعد جو چٹھی نمبر LR(I)-1592/1587-2010، kindly مجھے یہ جواب دیں کہ جواب موصول ہونے

کے پندرہ دن کے اندر وراثتی انتقال درج کر کے وارثان کو نقل فراہم کی جاتی ہے۔ میرا سوال ہے کہ کیا واقعی ایسا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جو ہو رہا ہے وہ انہوں نے بتا دیا ہے، اب اگر آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ مہربانی کر کے مجھے بتا دیں کہ کیا پندرہ دن کے اندر نقل فراہم کی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! بالکل اس طرح ہو رہا ہے اگر کہیں کوئی شکایت ہے تو یہ بتا سکتی ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس میں میری درخواست ہے---

جناب سپیکر: جی، میں بھی آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی کوئی سوال دے دیا کریں تاکہ میں بھی آرام سے سن سکوں اور کوئی بات آگے چلے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جب محترمہ کا ضمنی سوال ختم ہو گا تو پھر آپ سے درخواست کرنی ہے۔ آپ بھی ہمارے جواب نہیں دیتے اور میرے جتنے سوال آتے ہیں وہ سارے kill ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں وہ پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ پتا نہیں کون kill کرتا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے کہ پنجاب کے لوگ پٹواری کلچر کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں، جس طرح میڈم نے بات کی کہ پندرہ دن کے اندر اندر وراثت کا انتقال کر کے اطلاع دی جاتی ہے۔ منسٹر چودھری شیر علی خان یہاں تشریف رکھتے ہیں اور ہم ایک علاقے کے ہیں تو یہ بتا دیں کہ کیا یہ practice on the ground ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر: انہوں نے قانون اور چٹھی نمبر بتا دیا ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ---

جناب سپیکر: اگر آپ کے پاس اس کی کوئی اور مثال ہے تو بتائیں پھر ہم اس کا notice لیتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ پٹواری کے شکنجے سے نکلیں اور یہ قانون موجود ہے ہر تحصیل میں یہ circular جاری کریں کہ جو بھی وراثت کا

انتقال ہو پندرہ دن میں مکمل کر کے ورثاء کو اطلاع کریں۔ میری یہ چھوٹی سی درخواست ہے اور یہ منسٹر صاحبان کی collective ذمہ داری ہے کہ تو کیا یہ چیزیں on the ground implement ہو رہی ہیں؟

جناب سپیکر: یہ کام specific period کے اندر اندر ہونا چاہئے۔ جی، آپ کی بات ہو گئی اب آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جواب دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بتادیا ہے کہ چٹھی نمبر یہی ہے۔ وہ بعد میں پوری طرح اس کی تحقیق کریں گے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! وہ assurance دیں تو عوام کو اس سے بہت ریلیف ملے گا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے کہنے پر پڑتال کریں گے اگر کوئی ایسی بات ثابت ہوئی تو اس کا notice ضرور لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، ہاں!

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبران اور اس ایوان کے علم میں بات لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں land computerization کا پراجیکٹ تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اس میں تقریباً 85 فیصد تک کام مکمل ہو گیا ہے اور صرف 15 فیصد تک pending ہے۔ جن میں عدالتی کیسز یا معاملات مختلف کورٹس میں pending ہیں تو اس کی وجہ سے 10 سے 15 فیصد یا کسی جگہ 11 سے 14 فیصد pending ہیں۔ اس کے علاوہ باقی تمام موضع جات کا پوری طرح land record computerized ہو چکا ہے اور عنقریب within one month وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اس پراجیکٹ کا باضابطہ افتتاح کریں گے۔ اس کے بعد پٹواری کلچر بالکل ختم ہو جائے گا اور لوگوں کو اس سے نجات مل جائے گی۔ یہ سارے معاملات جن میں فرد کا ملنا اور انتقالات کا ہونا پوری طرح computerization کے تحت خود بخود resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! عام انتقالات کو computer والوں نے deal کرنا ہے اور میں وراثت کی بات کر رہا ہوں جس کو ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے deal کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ آیا تھا کہ پندرہ دن کے اندر اندر وراثت انتقال کا اندراج مکمل کر کے پھر ان ورثاء کو اطلاع دی جاتی ہے۔ میرا یہ سوال تھا کہ منسٹر چودھری شیر علی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ بتادیں کہ ڈسٹرکٹ راولپنڈی اور اٹک میں on the ground یہ practice implement ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے نشاندہی کی ہے تو وہ اس کا notice لیں گے اور یقیناً لیں گے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری بات کی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے assurance کروادیں کہ اس قانون کی practice کو implement کیا جائے۔ اس سے لوگوں کو بہت ساری سہولت مل جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے assurance دی ہے اور اس بات کو ریکارڈ میں لے آئیں کہ وہ implement کرادیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تو نہیں سنا، یہ آپ نے سنا ہے۔ جی، وہ اس بات کا notice لیں گے۔ جی، اگلا سوال محترمہ آپ ہی کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ محترمہ کا تیسرا سوال آرہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا پہلا سوال pending تھا۔ شاید میرے خیال میں ابھی ایک اور سوال بھی ہو گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 1295 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: رجسٹری فیس کی مد میں آمدنی و دیگر تفصیلات

*1295: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں 12-2011 اور 13-2012 کے دوران رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی شرح کیا تھی اور کس قانون کے تحت وصول کی گئی اور شرح مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) ضلع جہلم میں رجسٹری فیس کی مد میں 12-2011 اور 13-2012 کے دوران -/6,82,09,796روپے آمدنی ہوئی۔

2011-12	3,29,64,039/-
2012-13	3,52,45,757/-
میزان	6,82,09,796/-

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی وصولی کی شرح جائیداد کی مالیت کا ایک فیصد ہے۔رجسٹریشن فیس بمطابق قانون

Section 78 of the Registration Act, 1908 (XVI of 1908), read with section 21 of the General Clauses Act, 1878 Government of Punjab.

کے تحت وصول کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(ب) میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ جائیداد کی مالیت assess کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کیونکہ انہوں نے رجسٹری فیس کی وصولی ایک فیصد کہا ہے تو مہربانی کر کے مجھے اس کی وضاحت فرما دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! کاغذات میں ہر تحصیل اور موضع میں مختلف قسم کے حساب سے قیمت مقرر کر رکھی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی، kindly وہ پھر بتائیں گی کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال(محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! حیثیت کے لحاظ سے اس کی قیمت مقرر کر رکھی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جہاں تک میرا knowledge ہے اور جہاں میں رہتی ہوں اگر وہاں دس لاکھ روپے مرلہ ہے تو حکومت اس کو 25 لاکھ روپیہ مرلہ declare کر کے چارج لیتی ہے تو ایسا

کیوں ہے؟ یہ ہر جگہ ایسے ہو رہا ہے اور اگر زمین کی مالیت کم ہے تو حکومت اپنی وصولی کے لئے مالیت زیادہ show کرتی ہے تو ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ یہ بات ہر کسی کو پتا ہے، مہربانی کر کے مجھے اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کیونکہ لوگ mutual consent کر کے قیمت کم لکھواتے ہیں تاکہ ٹیکس بچایا جا سکے تو اس کو دیکھ کر حکومت نے قیمت مقرر کی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ کیسا جواب ہے کہ حکومت ٹیکس چوروں کا ساتھ دے رہی ہے پھر یہ on the floor of the House accept کر رہی ہیں کہ حکومت لوگوں کے ساتھ مل کر یہ کام کر رہی ہے اور لوگ ٹیکس بچانے کے لئے مالیت کم show کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ تو کہتی ہے کہ ہم ٹیکس چور ہیں، حکومت کا کام ہے کہ ان کو پکڑیں اور یہ کہہ رہی ہیں وہ ٹیکس بچانے کے لئے اس کی مالیت کم show کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، لوگ کم show کرتے ہوں گے لیکن حکومت ایسا نہیں کرتی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے کچھ اور کہا ہو تو مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: کئی لوگ مالیت کم show کرتے ہوں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! what is this? حکومت اس وقت کیا دعوے کر رہی ہے اور انہی کی نمائندہ کہہ رہی ہیں کہ ٹیکس بچانے کے لئے ہم لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں تو کیا حکومت ٹیکس چوروں کا ساتھ دے رہی ہے؟---مائیک کیوں بار بار بند کر دیا جاتا ہے؟ what is this?

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! حکومت اس کا ساتھ نہیں دیتی لیکن یہ لوگ آپس میں مل کر یہ کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں سمجھ آئی کہ آپ نے کیا کہا؟ آپ ذرا دوبارہ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! بیچنے اور خریدنے والا آپس میں ساز باز کرتے ہیں لیکن حکومت کا اس میں کوئی role نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2431 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن و دیگر تفصیلات

*2431: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل کس کس ضلع میں شروع کیا گیا ہے، اس کی تا حال کیا پراگریس ہے؟

(ب) محکمہ مال نے صوبہ پنجاب کا مکمل ریکارڈ کب تک کمپیوٹرائز کر لینے کا منصوبہ تیار کیا ہے، کیا یہ بات درست ہے کہ پنجاب بھر میں پٹواری کا بہت مضبوط نیٹ ورک اس کام کو آگے بڑھانے میں رکاوٹ ہے اور کوئی بھی حکومت پٹواری کی ناراضگی مول لینے کو تیار نہیں ہے؟

(ج) محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے سافٹ ویئر تیاری کے کس مرحلہ میں ہے، یہ سافٹ ویئر کون تیار کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل):

(الف) کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا منصوبہ ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت شروع کیا گیا جس کے تحت منصوبہ بندی اور تیاری کے مختلف مراحل کی تکمیل کے بعد عملدرآمد کے مرحلہ میں پنجاب میں مندرجہ ذیل مرحلہ وار پروگرام کے تحت یہ منصوبہ شروع کیا گیا:

پائیلٹ فیز	3اضلاع (لاہور، لودھراں، حافظ آباد)
فیز1	8اضلاع (راولپنڈی، گجرات، اٹک، جہلم، نارووال، منڈی بہاؤالدین، سیالکوٹ، چکوال)
فیز2	13اضلاع (جھنگ، اوکاڑہ، سرگودھا، بہاولپور، ملتان، رحیم یار خان، ٹوبہ ٹیک سنگھ، قصور، ننکانہ، لیہ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، مظفر گڑھ)
فیز3	12اضلاع (بہاولنگر، بھکر، چنیوٹ، ڈیرہ غازی خان، وہاڑی، ساہیوال، راجن پور، پاکپتن، میانوالی، خوشاب، خانیوال، فیصل آباد)

یہ منصوبہ پنجاب کے تمام 36اضلاع میں شروع کیا جا چکا ہے اور اب تک صوبہ بھر کے دستیاب ریونیو ریکارڈ کی عکس بندی اور ڈیٹا انٹری کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت سمیت کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی خدمات کا آغاز صوبہ بھر کے تمام 36اضلاع کی تمام 143 تحصیلوں میں شروع کیا جا چکا ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کے تمام 36اضلاع میں 2014 تک تحصیل کی سطح پر اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ جہاں سے کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ اور سیاسی قیادت کی انتہائی دلچسپی اور کوشش کی وجہ سے یہ منصوبہ اپنی ریکارڈ مدت میں تکمیل کے مراحل میں ہے تاہم لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے میں متعدد مشکلات درپیش ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی
2۔ پرانے ریکارڈ کی خستہ اور مخدوش حالت
3۔ پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق
4۔ ضلع کے تخمینہ شدہ مالکان اور اصل مالکان کی تعداد میں بے پناہ اضافہ
5۔ پیچیدہ درستی کا عمل

پنجاب بھر کے تمام پٹواری کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کے سلسلہ میں تعاون کر رہے ہیں ان کی طرف سے فی الحال کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہ ہے۔

(ج) لینڈ ریونیو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا سافٹ ویئر 2010 میں تیار کر لیا گیا تھا جس کے بعد ہی کمپیوٹرائزیشن پر عملی کام شروع کیا گیا اور اس سلسلے میں Accountancy Outsourcing Services (Pvt) Ltd. کی خدمات انتہائی شفاف طریقے سے مقابلے کے بعد حاصل کی گئیں۔ اس سافٹ ویئر کی تھرڈ پارٹی evaluation بھی ملک کی مایہ ناز فرم Sidaat Haider Murshad کے ذریعے کروائی گئی۔ ورلڈ بنک کی ٹیکنیکل ٹیم نے بھی اس سافٹ ویئر کو سراہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 2013 میں سوال کیا تھا جس کا اب جواب موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ منصوبہ کس تاریخ تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! 30-06-2016 تک یہ منصوبہ سو فیصد مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ۔ Question hour is over now.

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے دو سوالات انتہائی اہم ہیں ان کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ Question hour is over now.

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ Question hour is over now.

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (محترمہ نازیہ راحیل): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے دو سوالات جن کا نمبر 3918 اور 3946 ہے۔ ان دونوں سوالات کے جوابات غلط دیئے گئے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ ان سوالات کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ میں اجلاس میں موجود تھا لیکن میری باری نہیں آئی، ان دونوں سوالوں کے جواب بھی غلط ہیں۔ یہ انتہائی اہمیت کے حامل سوالات ہیں، مہربانی فرما کر انہیں pending کر دیں۔

جناب سپیکر: پہلے میں ان سوالات کو دیکھوں گا پھر اس پر بات کروں گا۔ ایسے میں pending نہیں کر سکتا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں No point of order.

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے سوالات تو pending کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: اب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

شیخوپورہ: جعلی کورٹ فیس اور اشٹام فروشی کے مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*332: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخوپورہ میں جعلی کورٹ فیس اور اشٹام فروشی کے یکم جنوری 2011 سے یکم مارچ 2013 تک کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور حکومتی خزانے کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا میں یکم جنوری 2011 سے یکم مارچ 2013 تک جعلی کورٹ فیس و جعلی اشٹام پیپرز کے متعلق کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں ایسی کوئی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ ضلع ہذا میں کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے لہٰذا حکومتی خزانے کو نقصان کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

لاہور: ہربنس پورہ کی سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*2432: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی کے کل رقبہ 13742 کنال میں سے کتنے رقبہ پر ناجائز قابضین قابض ہیں اور جن بااثر افراد نے زمین پر قبضہ کر کے بڑی بڑی کوٹھیاں بنا رکھی ہیں ان کے کیا نام ہیں؟

(ب) جن بااثر افراد کے انتقالات بحکم عدالت عالیہ و چیف سیٹلمنٹ کمشنر سے خارج ہوئے تھے، ان سے قبضہ شدہ زمین واگزار کروانے کے لئے کیا کارروائی کی گئی، جن افراد نے سرکاری رقبہ کو ناجائز فروخت کیا، ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی، کب تک سرکاری رقبہ واپس واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہر بنس پورہ تحصیل شالیمار میں کل سرکاری رقبہ 13742 کنال کے بجائے 11206-کنال 18 مرلے ہے۔ جس کی تفصیل ذیل ہے:

1۔	ٹورازم ڈیپارٹمنٹ	50K- 00 M
2۔	PMU سروس سنٹر	4 K- 05 M
3۔	صحافی کالونی	952K-15M
4۔	ماڈل بازار	18K-0M
5۔	خالی	385K- 00M
6۔	38عدد ناجائز آبادی ہائے	6143K-12M
7۔	گلیوں، بازاروں اور خالی پلاٹوں کا رقبہ	3653K-06M
	کل رقبہ	11206K- 18M

38 مختلف ناجائز آبادیاں قائم ہیں۔ تفصیل جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موضع ہر بنس پورہ میں جو الاٹمنٹ کے انتقالات خارج ہوئے ہیں وہ رقبہ جات مختلف انتقالات پر سال 1972 سے سال 1991 تک الاٹ ہوئے اور سال 1997 میں عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ آف پاکستان سے رمضان کیس میں الاٹمنٹس خارج ہوئیں اور ریونیو ریکارڈ میں عملدرآمد کرتے ہوئے سال 2004 میں رقبہ بحق سرکار کیا گیا۔ مگر اس دوران رقبہ ہذا پر چھوٹے چھوٹے گھروں کی صورت میں آبادی ہائے بھی بن چکی تھیں اور کچھ رقبہ موقع پر خالی تھا جو آج بھی کافی حد تک خالی ہے جس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے والے کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ ثبوت کے طور پر 45 ایف آئی آر کی فوٹو کاپی جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جس رقبہ پر الاٹمنٹ خارج ہونے سے پہلے آبادی بن چکی تھی اس میں بہت زیادہ عوام الناس کے گھر ہیں (جن میں ان کی رہائش ہے) دیگر یہ کہ عوام نے مختلف مقدمات میں عدالت عالیہ سے حکم امتناعی بھی حاصل کر رکھے ہیں جن کی وجہ سے مقبوضہ رقبہ واگزار نہ ہو سکا۔ علاوہ ازیں جب بھی گورنمنٹ کو رقبہ کسی مقصد کے لئے درکار ہوتا رہا ہے وہاں آپریشن کر کے رقبہ واگزار کروایا گیا ہے۔ مثلاً ہر بنس پورہ میں تقریباً 20 کنال رقبہ واگزار کروا کر ماڈل بازار

بنایا گیا ہے جس پر اہلکاران کے خلاف عدالت عالیہ میں توہین عدالت کے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں۔

جہاں تک موضع ہر بنس پورہ میں سرکاری زمین کو واگزار کروانے کے لئے یہ سوال ہے کہ کب تک سرکاری اراضی واگزار کروالی جائے گی۔اس بابت عرض ہے کہ یہ آبادی ہزاروں ایکڑوں پر محیط ہے اور واگزار کروانے کی صورت میں ہزاروں لوگ بے گھر ہوں گے اور بے شمار لوگوں نے سرکاری اراضی جو کہ ان کے قبضہ میں ہے جس پر انہوں نے الاٹیاں سے خرید کر کے گھر بنا رکھے ہیں اب قیمتاً خریدنے کی درخواست ہائے چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے پاس دائر کر رکھی ہیں اور ان درخواستوں پر قواعد مجریہ 1975 کے تحت عملدرآمد ہو رہا ہے جس کا طریق کار یہ رہا ہے کہ قابضین کے زیر تصرف سرکاری زمین کی مروجہ مارکیٹ ویلیو کا تعین کرنے کے بعد ان کو اسی قیمت پر زمین خریدنے کی پیشکش کی جاتی تھی لیکن اب عدالت عالیہ و عظمیٰ کے حکم کے تحت اس طرح کی سرکاری زمین کو بذریعہ نیلام عام (جس میں انکار کرنے کا پہلا حق قابض بہ اراضی کو دیا جاتا ہے) کے تحت فروخت کا حکم جاری کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے جہاں کلکٹر ضلع سے مروجہ بازاری قیمت کے بارے میں رپورٹ مانگی جاتی ہے تو وہاں بھی اکثر تاخیر دیکھنے میں آتی ہے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مقبوضہ سرکاری زمین کی واگزاری کب تک کی جائے گی تو اس ضمن میں عرض ہے کہ حکم امتناعی ہائے کی موجودگی میں واگزاری کی بابت وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔چونکہ قابضین عام طور پر مروجہ قیمت دینے سے گھبراتے ہیں لہٰذا وہ قانونی موشگافیوں میں پڑ کر معاملات کو مزید لمبا کر لیتے ہیں اور گھر گرائے جانے کے خلاف عدالت ہائے سے حکم امتناعی بھی جاری شدہ ہیں۔حکم امتناعی ہائے کی موجودگی میں واگزاری کی بابت وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

البتہ ضلعی انتظامیہ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ سرکاری اراضی جو کہ مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت (سابقا متروکہ) کی ملکیت ہے اور اس پر کسی کا ناجائز قبضہ بھی ہے، اس کو فوری سرکاری تحویل میں لے لیں۔ جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مقدمات کے فیصلہ جات ہونے کے بعد ہی واگزار ہونے یا نہ ہونے کی کارروائی ممکن ہے۔

صدر بازار لاہور: ڈگی محلہ میں وقف املاک کے رقبہ اور الاٹمنٹ کی تفصیلات

*3356: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ڈگی محلہ صدر بازار لاہور میں محکمہ مال کے کاغذات میں متروکہ وقف املاک کی ملکیت میں کتنا رقبہ ہے؟

(ب) وہاں رہائش پذیر لوگ جن کو یہ جگہ الاٹ کی گئی ہے ان کے نام مع ولدیت فراہم کئے جائیں؟

(ج) جن کو یہ جگہ الاٹ کی گئی ہے ان میں سے کتنے افراد نے رجسٹریاں کروالی ہیں۔ ان کے نام اور جن افراد نے رجسٹریاں نہیں کروائیں، ان کے نام مع ولدیت فراہم کئے جائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سال 2005 سے ڈگی محلہ صدر بازار میں واقع متروکہ وقف املاک کی جگہ کی رجسٹریاں بند کی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے رہائش پذیر لوگ سخت پریشان ہیں؟

(ہ) حکومت کب تک اس علاقہ کی رجسٹریاں کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈگی محلہ صدر بازار لاہور میں محکمہ مال کے کاغذات میں متروکہ وقف املاک کی ملکیت میں کوئی رقبہ نہ ہے۔

(ب) مطابق ریکارڈ محکمہ مال کے کاغذات میں تاحال کوئی الاٹمنٹ نہ کی گئی ہے۔

(ج) محکمہ مال کے کاغذات میں کسی رجسٹری کا اندراج نہ ہے۔

(د) محکمہ متروکہ وقف املاک کی ملکیت میں کوئی رقبہ نہ ہے اس لئے رجسٹریوں کی بندش کا کوئی معاملہ نہ ہے۔

(ہ) جواب جز (ج) اور (د) میں دیا گیا ہے۔

ڈسٹرکٹ میانوالی میں نائب تحصیلدار، قانونگو اور پٹواریوں سے متعلقہ تفصیلات

*3850: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع میانوالی میں کتنے نائب تحصیلدار، قانونگو، پٹواری ایسے ہیں جو ڈسٹرکٹ میانوالی سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کب سے یہاں پر تعینات ہیں؟

(ب) کیاحکومت قواعد وضوابط کے تحت کسی اہلکار کواپنے آبائی ضلع میں تعینات کر سکتی ہے،اگرہاں توکس قاعدہ کے تحت؟

(ج) مذکورہ بالااہلکاران میں سے کتنے ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں،اہلکاران کے ناموں سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

1۔ ضلع میانوالی میں کل 10 نائب تحصیلدار تعینات ہیں جن میں 6 کا تعلق ضلع میانوالی سے ہے جو کہ مطابق ٹرانسفر پالیسی 1980 اپنی آبائی تحصیل میں تعینات نہ ہیں۔تاہم ضلع میں تعینات ہیں۔ ضلع ہذامیانوالی میں کوئی نائب تحصیلدار خلاف پالیسی اپنی آبائی تحصیل میں تعینات نہ ہے۔

2۔ ضلع میانوالی میں کل 22 قانونگو تعینات ہیں تمام کا تعلق ضلع میانوالی سے ہے مطابق گورنمنٹ پالیسی قانونگو صاحبان ضلع میں تعینات ہو سکتے ہیں۔

3۔ ضلع میں اس وقت کل 166 پٹواریان تعینات ہیں مطابق ہدایات وپالیسی بورڈآف ریونیو پٹواریاں اپنی آبائی تحصیل میں خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔

(ب) مطابق ٹرانسفر پالیسی 1980 حکومت اہلکاران کواپنے ضلع میں تعینات کر سکتی ہے۔

(ج) ضلع ہذامیں کوئی اہلکار زائداز عرصہ تین سال تعینات نہ ہے۔

گجرات:بندوبست اراضیات سے متعلقہ تفصیلات

*3918: میاں طارق محمود: کیاوزیرمال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں بندوبست اراضیات کاکام کب شروع ہوااور کب ختم ہوناتھاکتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنے فیصد کام بقایاہے؟

(ب) اس کام کو سرانجام دینے کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس کام کے انچارج کانام وپتہ بتائیں؟

(د) یہ کام کب تک حکومت مکمل کرے گی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گجرات میں کام بندوبست سال06-2005 میں شروع ہوا تھا اور مطابق شیڈول کام بندوبست 30۔جون2014 تک مکمل ہونا ہے۔93 فیصد کام بندوبست ہو چکا ہے اور 7 فیصد کام بقایا ہے۔

(ب) ضلع میں کام بندوبست سرانجام دینے کے لئے 341 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

عہدہ	تعداد	گریڈ	کیفیت
مہتمم بندوبست	01	18	
نائب مہتمم بندوبست	02	17	1ایڈیشنل چارج
تحصیلدار بندوبست	02	16	1ایڈیشنل چارج
نائب تحصیلدار بندوبست	15	14	
قانونگو	32	11	
پٹواری	247	09	
سٹینوگرافر	02	14	
جونیئر کلرک	04	07	
ڈرائیور	03	05	
نائب قاصد	26	02	
مالی	01	02	
چوکیدار	02	02	
سویپر	02	02	

(ج)
1۔ اشتیاق احمد، مہتمم بندوبست، گجرات اپریل2004تااکتوبر2004
2۔ الطاف حسین کاظمی، مہتمم بندوبست،نومبر2004تا31اکتوبر2006
3۔ وقار حسین، مہتمم بندوبست،27دسمبر2006تا2جون2008
4۔ خاور کمال، مہتمم بندوبست،3جون2008تا10اپریل2009
5۔ رائے منظور ناصر، مہتمم بندوبست،11اپریل2009تا3اگست2009
6۔ کامران احمد، مہتمم بندوبست،7اکتوبر2009تا11اپریل2011
7۔ نوازش علی، مہتمم بندوبست،11-07-27تا8اپریل2013
8۔ آصف بلال لودھی، مہتمم بندوبست،8اپریل2013تا24جنوری2014
9۔ محمد الیاس گل، مہتمم بندوبست،25جنوری2014تاحال

(د) مطابق شیڈول ضلع ہذا کا کام بندوبست 31دسمبر2014 تک مکمل ہو جائے گا۔

گجرات: حکومت پنجاب کی پالیسی بابت انتظامی پوسٹ پر تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

*3946: میاں طارق محمود: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت کوئی بھی اہلکار یا آفیسر کسی انتظامی پوسٹ پر تعینات نہیں ہو سکتا جن پر کسی خُورد بُرد کا الزام ہو؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مال ضلع گجرات میں کافی ملازمین ایسے ہیں جن کے خلاف خُورد بُرد کی انکوائریاں محکمانہ اور انٹی کرپشن میں چل رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ان کی موجودہ پوسٹوں سے ہٹانے اور ان کی جگہ ایماندار ملازمین تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ کوئی اہلکار یا آفیسر جس پر خورد برد کا الزام ہو کسی انتظامی پوسٹ پر تعینات نہیں ہو سکتا کیونکہ محض الزام کی بناء پر کسی افسر یا اہلکار کی انتظامی پوسٹ پر تعیناتی پر کوئی پابندی نہیں ایسا کوئی بھی الزام لگنے کی صورت میں متعلقہ افسر یا اہلکار کے خلاف قانون کے مطابق انکوائری عمل میں لائی جاتی ہے اور انکوائری رپورٹ میں الزام ثابت ہونے کی صورت میں ایسے اہلکاروں کو سزا دے کر انتظامی پوسٹوں سے الگ کر دیا جاتا ہے۔ محض الزام کی بنیاد پر سرکاری اہلکار کی تعیناتی روکنے سے حکومتی اور انتظامی امور متاثر ہو سکتے ہیں کیونکہ الزام ثابت ہونے سے پہلے کوئی بھی حتمی اقدام انصاف کے تقاضوں کے منافی ہوتا ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کلکٹر گجرات کے مہیا کردہ جواب کے مطابق ضلع گجرات کے محکمہ مال میں کچھ ملازمین کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن میں انکوائریاں چل رہی ہیں لیکن تاحال یہ انکوائریاں مکمل نہ ہوئی ہیں۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ مال ضلع گجرات میں ایسے ملازمین جن پر خورد برد کا الزام ہے ان کے خلاف محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں جیسے ہی یہ انکوائریاں مکمل ہوں گی تو ان کی روشنی میں جن ملازمین پر الزامات ثابت ہوں گے ان کے خلاف قانونی کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ ریونیو ملازمین کی پوسٹ ڈسٹرکٹ کیڈر کی پوسٹ ہوتی ہے اور ڈسٹرکٹ کلکٹر ان ملازمین کو اپنے ضلع میں موجود مختلف ریونیو دفاتر میں تبدیل کرنے کا اختیار رکھتے ہیں حال ہی میں ڈسٹرکٹ کلکٹر گجرات نے جانچ پڑتال کر کے کچھ ملازمین کو انتظامی طور پر تبدیل کیا ہے ایسے

ملازمین جن کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں الزام ثابت ہونے کی صورت میں انہیں بھی فوری طور پر ان کی موجودہ تعیناتیوں سے الگ کر دیا جائے گا۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سے متعلقہ تفصیلات

*5687: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے اب تک کتنے موضع جات کمپیوٹرائزڈ کر دیئے گئے ہیں اور کتنے بقایا رہتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جن موضع جات کا لینڈ ریونیو ریکارڈ ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں ہوا، ان میں تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

(ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کب تک تمام موضع جات کا لینڈ ریکارڈ مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا کام ماہ جون سال 2012 میں شروع کیا گیا۔ ضلع کے دستیاب تمام 544 مواضعات کی عکسبندی اور ڈیٹا انٹری مکمل کی جا چکی ہے۔ 525 مواضعات کی تصدیق کا کام ضلع گورنمنٹ نے مکمل کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں 497 مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن مکمل کر لی گئی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اور سیاسی قیادت کی انتہائی دلچسپی اور کاوش کی بدولت یہ منصوبہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 91فیصد substantially complete ہو گیا ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی چاروں تحصیلوں میں اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ جہاں سے عوام الناس کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی سہولیات سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ ضلع کے تمام کمپیوٹرائزڈ مواضعات کا ریکارڈ ویب سائٹ www.punjab-zameen.gov.pk پر بھی اپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔ ضلع کے 47 مواضعات کا ریکارڈ ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ضلع کے 47 مواضعات کا ریکارڈ ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا گیا جن کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(1) 19 مواضعات زیر تصدیق (2) پرت پٹوار اور پرت سرکار میں تفاوت
(3) اصل رقبہ سے زائد کی منتقلی (4) پیچیدہ درستی کا عمل
(5) گمشدہ انتقالات (6) ناموں میں تفاوت
(7) شجرہ نسب کی عدم دستیابی (8) رقبہ کی انچوں میں پیمائش
(9) کثیرالمنزلہ عمارتیں

(ج) حکومت پنجاب منصوبہ کی جلد از جلد تکمیل کے لئے دن رات کوشاں ہے۔اس سلسلہ میں اعلیٰ سطح کی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جو کہ منصوبہ کی پیشرفت کا گاہے بگاہے جائزہ لیتی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ بقایا ماندہ مواضعات میں سے چند دیہی مواضعات شہری مواضعات کی حیثیت لے چکے ہیں۔ان مواضعات رقبہ سکنی ہائے کا ریکارڈ پہلے ہی الگ سے تیار کیا جاتا ہے۔چونکہ موجودہ پراجیکٹ دیہی مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے ہے لہٰذا یہ سافٹ ویئر شہری مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن نہیں کرے گا۔ان شہری مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے حکومت پنجاب علیحدہ سے پراجیکٹ کی منظوری پہلے دے چکی ہے اور اس پر کام جلد ہی شروع کر لیا جائے گا۔

راولپنڈی میں شاملات کی فرد زمین جاری کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6676: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال نے شاملات کی فرد زمین کا اجراء روک دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع راولپنڈی کی عوام شاملات کی فرد زمین کے اجراء نہ ہونے کی وجہ سے پریشان حال ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع راولپنڈی کے علاقہ گلشن آباد، ٹینچ کالونی، اڈیالہ روڈ اور چکری روڈ کا ریکارڈ محکمہ مال نے ضائع کر دیا ہے۔ متذکرہ ریکارڈ کی نقول فراہم کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اراضی ریکارڈ سنٹر روات تحصیل راولپنڈی میں نوٹیفائیڈ مواضعات کی فردات کا اجراء اور انتقالات کا عمل کیا جا رہا ہے۔ شاملات کے رقبہ کے حوالے سے جو افراد خانہ کاشت میں مشتری کی نوعیت حقوق سے آ رہے ہیں ان کو فرد کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ جو شاملات ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی ان رقبوں میں کافی تضاد ہے اور موقع کا قبضہ و ریکارڈ آپس میں مطابقت نہ رکھتا ہے اور کئی جگہیں زائد الحصہ بیع ہوئی ہیں اس حوالے سے فیلڈ ریونیو عملہ کام کر رہا ہے۔

(ب) شاملات کے حوالے سے زیادہ تر افراد جو کہ خانہ کاشت میں مشتری کی نوعیت حقوق سے آ رہے ہیں انہیں فرد کا اجراء کیا جا رہا ہے اور اس حوالے سے عوام الناس کو ضروری ہدایات بھی دی جا رہی ہیں۔

(ج) اراضی ریکارڈ سنٹر میں جو مواضعات نوٹیفائیڈ ہو چکے ہیں اور ان کی سروسز اراضی ریکارڈ سنٹر پر دی جا رہی ہیں ان مواضعات کی زیادہ تر زیر کار جمعبندیاں پرت پٹوار و زیر کار رجسٹر انتقالات پرت پٹوار اراضی ریکارڈ سنٹر پر موجود ہیں اور اس ریکارڈ کی جانچ پڑتال کر کے ہی فرد کا اجراء کیا جاتا ہے گلشن آباد، گنج کالونی، اڈیالہ روڈ اور چکری روڈ سے ملحقہ نوٹیفائیڈ مواضعات کا ریکارڈ پرت پٹوار اراضی ریکارڈ سنٹر پر موجود ہے۔

راولپنڈی میں کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کی درستی سے متعلقہ تفصیلات

*6677: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال راولپنڈی نے کمپیوٹر لینڈ ریکارڈ سنٹر میں جو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا ہے اس کی درستی / تصدیق متعلقہ پٹواریوں سے کرائی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی سی او کے حکم کے باوجود ضلع راولپنڈی کے متعلقہ پٹواری حضرات اپنے ریکارڈ سمیت ڈی سی او آفس میں حاضر ہونے سے انکاری ہیں؟

(ج) کمپیوٹر لینڈ ریکارڈ سنٹر راولپنڈی شہر سے باہر کیوں بنایا گیا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ مال راولپنڈی نے جو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا اس کی درستی متعلقہ پٹواریوں سے کروائی گئی۔ کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا منصوبہ شفاف، غلطیوں سے پاک

اور بروقت ریکارڈ کی دستیابی کے عزم سے شروع کیا گیا۔اس سلسلے میں ضلع محافظ خانہ میں موجود ریونیو ریکارڈ (جمعبندی زیر کار، فیلڈ بک)اور تحصیل محافظ خانہ میں موجود ریونیو ریکارڈ (انتقالات، فرد بدرات، تغیرات) کی عکس بندی کروائی گئی پھر اس عکس بند ریکارڈ کی سافٹ ویئر میں دوہری ڈیٹا انٹری کروائی گئی تاکہ غلط انٹری کا احتمال نہ رہے۔اس کے بعد کمپیوٹرائزڈ رجسٹر حقداران زمین کو اغلاط نامہ کے ساتھ متعلقہ فیلڈ ریونیو سٹاف کے حوالے کیا گیا تاکہ وہ اغلاط نامہ کی تفصیلات کے مطابق ریکارڈ درستی عمل میں لائیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ ہدایت بھی دی گئی کہ پرت پٹوار کا پرت سرکار سے موازنہ کیا جائے تاکہ درست ریکارڈ کو ڈیٹا بیس میں ڈالا جا سکے۔اس ریکارڈ کی تصدیق اور کوالٹی چیک کے لئے ایک تھرڈ پارٹی M/s Abacus Consulting Firm کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں۔

مزید برآں یہ کہ اراضی ریکارڈ سنٹر پر موجود عملہ سے بھی تصدیق شدہ ریکارڈ اور عکس بند ریکارڈ کا موازنہ کروایا گیا ہے۔ان تمام تین سطحی ویریفکیشن کے عمل کے بعد موضع کی کمپیوٹرائزڈ خدمات کا آغاز کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔ ضلع راولپنڈی کے 1057 مواضعات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر لیا گیا ہے اور ضلع substantially complete ہو گیا ہے۔اس سلسلہ میں باقی ماندہ چند اغلاط کی جنگی بنیادوں پر تصحیح عمل میں لائی جا رہی ہے۔ متعلقہ اسسٹنٹ کمشنرز کی سربراہی میں تحصیل کی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دے دی گئی ہیں جو کہ تصحیح کے عمل کی ہفتہ وار جانچ پڑتال کرتی ہیں۔ ضلعی حکومت راولپنڈی نے تصحیح کے اس عمل کو بروقت مکمل کرنے کے لئے متعلقہ کچہری میں correction centre قائم کر دیئے ہیں جہاں پر موجود فیلڈ ریونیو سٹاف تندہی سے کام سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام ایک خاص ڈیزائن اور رقبہ کے مطابق دستیاب سرکاری زمین پر عمل میں لایا گیا۔اس سلسلہ میں مخصوص ڈیزائن ضلعی حکومت کو ارسال کئے گئے تاکہ وہ شہر بھر کا سروے کروا کر سرکاری زمین کی نشاندہی کریں۔ڈیزائن، ڈرائنگ اور رقبہ کے مطابق مہیا کی گئی زمین پر راولپنڈی اراضی ریکارڈ سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا۔مزید برآں یہ کہ بورڈ آف ریونیو جلد ہی تین شہری قانونگوئیوں کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ضلع کے دفتر میں منتقل کرنے کا

ارادہ رکھتی ہے۔اس سلسلہ میں سنٹر کی نشاندہی، ضروری کمپیوٹر آلات کی خریداری اور سروس سنٹر سٹاف کی تعیناتی عمل میں لائی جاچکی ہے۔

بورڈ آف ریونیو میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے نام پی ایل اے اکاؤنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6899: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے نام سے ایک پی ایل اے اکاؤنٹ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رقم کو صوبائی بجٹ میں دکھایا جاتا ہے اگر نہیں دکھایا جاتا تو کیا وجوہات ہیں؟

(ج) 2008 سے اب تک کتنے اخراجات ہوئے اور کس کس مد میں ہوئے ہیں نیز وزارت خزانہ کو ان اخراجات کا علم ہے اگر علم نہیں تو اخراجات کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی ہو سکتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے بورڈ آف ریونیو میں چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے نام سے ایک پی ایل اے اکاؤنٹ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا اکاؤنٹ کو صوبائی بجٹ میں نہیں دکھایا جاتا۔ جہاں تک اس اکاؤنٹ کو صوبائی بجٹ میں نہ دکھائے جانے کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ مندرجہ بالا اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم مہاجرین سے ان کو منتقل کردہ جائیداد کے عوض وصول کی گئی ہے اور یہ رقم صرف متروکہ جائیداد کے عوض وصول کی گئی ہے اور یہ رقم صرف متروکہ جائیداد کے تحفظ، قانونی دفاع اور انتظامات وانصرام کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے یا بحالیات قوانین کے منسوخ ہونے کے بعد جن مہاجرین کو جائیداد نہ دی جاسکی ہے ان کے بقایا کلیم کے عوض معاوضہ دینے کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے اور اسے دیگر مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جاسکتا ہے۔

(ج) 2008 سے اب تک کے اخراجات کی تفصیلات جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔مزید برآں یہ اخراجات وزارت خزانہ کے علم میں ہیں کیونکہ ضلعی خزانہ افسر یہ رقوم جاری کرتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پنجاب بھر میں اصل رجسٹری جائیداد جمع کرنے سے متعلقہ تفصیلات

32: شیخ علاؤالدین: کیاوزیرمال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کچھ ڈسٹرکٹ اور تحصیل کی سطح پر بموقع تصدیق رجسٹری جائیداد اراضیات متعلقہ رجسٹرار عملہ اصل رجسٹری لیکر ریکارڈ میں جمع کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کوہ مری میں اصل رجسٹریوں کو بموقع تصدیق رجسٹری اصل رجسٹریوں PTD کو عرصہ دراز سے رکھا جارہا ہے آخر کیوں اور کس قانون کے تحت؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب میں عموماً بعد از تصدیق اصل رجسٹری سائل کو واپس کر دی جاتی ہے تاہم حفظ ماتقدم کے طور پر مکمل جائیداد منتقلی کی صورت میں سب رجسٹرار آفس میں سابقہ رجسٹری ریکارڈ میں شامل کر لی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع راولپنڈی اصل رجسٹری پر نوٹ فروخت شدہ / sold تحریر کیا جاتا ہے تاکہ جائیداد دوبارہ فروخت نہ ہو سکے اور نوٹ متذکرہ بالا کے بعد اصل رجسٹری / PTD واپس کر دی جاتی ہے۔

ساہیوال: پی پی۔222 میں پٹواری، تحصیلدار و دیگر سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

290: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیاوزیرمال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(لف) پی پی۔222 ضلع ساہیوال میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار ہیں؟

(ب) تحصیل ساہیوال میں کل کتنے پٹوار سرکلز اور قانونگوئیاں ہیں اور سرکل میں کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات کئے گئے ہیں اور کون سا حلقہ پٹواری / قانونگو سرکل خالی ہے مزید حلقہ

پی پی۔222 میں واقع تمام پٹوار سرکلز میں سے ہر ایک پٹواری کے پاس کتنے حلقہ پٹوار سرکل کا اضافی چارج ہے، تفصیل سے آگاہ حلقہ وار کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔222 ضلع ساہیوال کے محکمہ مال میں چوبیس پٹواری، تین گرداور، ایک نائب قاصد اور ایک تحصیلدار تعینات ہیں۔

(ب) تحصیل ساہیوال میں 114 پٹوار سرکل اور آٹھ قانونگوئی سرکل ہیں۔ جن میں تعینات پٹواری اور قانونگو کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تحصیل ساہیوال میں کوئی پٹوار / قانونگوئی سرکل خالی نہ ہے۔

پی پی۔222 میں پٹواریان کے پاس اضافی سرکلز کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گجرات میں لینڈ کمیشن کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

404: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ پر واقع ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2000 تا 2012 اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی اراضی دیگر اضلاع کے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں لینڈ کمیشن کی کوئی زمین نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جواب جز (الف) کی روشنی میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ضلع گجرات: محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے سافٹ ویئر سے متعلقہ تفصیلات

405: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع گجرات میں محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل نومبر 2009 میں مکمل ہونا تھا کیا وہ مکمل ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

جی ہاں! سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل مکمل ہو چکا ہے تاہم کچھ تکنیکی وجوہات کی بناء پر یہ عمل نومبر 2009 کی بجائے مارچ 2010 کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مزید برآں یہ کہ ضلع گجرات کے تمام دستیاب (98 فیصد) ریونیو ریکارڈ کی عکس بندی اور ڈیٹا انٹری کے عمل کو مکمل کیا جا چکا ہے اور 69 فیصد مواضعات آن لائن کئے جا چکے ہیں۔ ضلع کی تینوں تحصیلوں میں کمپیوٹرائزڈ خدمات کا آغاز اکتوبر 2013 سے کر دیا گیا ہے۔ جہاں سے درخواست گزار آپریشنل مواضعات کی کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور کمپیوٹرائزڈ انتقالات کی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں۔

ضلع گجرات میں لائسنس اشٹام پیپرز سے متعلقہ تفصیلات

408: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں اشٹام پیپرز کی فروخت کا لائسنس کس کس کے پاس ہے، ان کے نام مع ولدیت و پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع گجرات میں اشٹام فروشی کا لائسنس بنوانے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) ضلع گجرات میں اشٹام فروشی کے لائسنس کون جاری کرتا ہے اور کتنی مدت میں لائسنس جاری ہوتا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کلکٹر ضلع گجرات میں کل 97 افراد کے پاس اشٹام پیپر کی فروخت کا لائسنس ہے جن میں سے تحصیل گجرات میں 49، تحصیل کھاریاں 34 اور تحصیل سرائے عالمگیر میں 14 افراد شامل ہیں ان کے نام مع ولدیت و پتاجات جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رول26 آف پنجاب سٹمپ رولز1934 کے تحت سائل کی درخواست وصول ہونے پر ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اور متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب سے درخواست دہندہ کے کوائف، چال چلن اور مالی پوزیشن کے بارے میں رپورٹ حاصل کی جاتی ہے۔اس کے بعد موزوں امیدوار کو اسامی خالی ہونے کی صورت میں لائسنس جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں اشٹام فروشی کا لائسنس ڈسٹرکٹ کلکٹر جاری کرتا ہے اور متعلقہ آفیسران سے رپورٹ وصول ہونے پر اسامی دستیاب ہونے کی صورت میں دفتری کارروائی مکمل کر کے لائسنس جاری کر دیا جاتا ہے۔

قصور:حلقہ پی پی۔180 میں سرکاری چھپڑ پر ناجائز قبضہ سے متعلقہ تفصیلات

466: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔180 مانک دیکے ضلع قصور میں سرکاری چھپڑ پر کب سے ناجائز قبضہ ہے؟

(ب) سرکاری چھپڑ کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ج) حکومت نے ناجائز قبضہ ختم کروانے کے لئے ابھی تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔180 مانک دیکے، ضلع قصور میں سرکاری رقبہ چھپڑ پر کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔رقبہ سرکاری پر صوبائی حکومت کا قبضہ ہے اور موقع پر خالی ہے۔

(ب) سرکاری چھپڑ کا کل رقبہ 14 کنال ہے۔رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت ہے۔

(ج) پی پی۔180 ضلع قصور کے ضلع مانک دیکے میں نمبر خسرہ1109، تعداد06 کنال، خسرہ نمبر1110 تعدادی08 کنال، کل رقبہ تعدادی14 کنال ملکیتی صوبائی حکومت سابقا متروکہ تھا جو کہ بحکم ڈپٹی کمشنر قصور بذریعہ نیلامی عام بروئے انتقال نمبر759 عطائے حقوق ملکیت مورخہ1983-08-01 بحق روپ خان منظور ہوا۔انتقال نمبر759 عطائے حقوق ملکیت کے خلاف مسمی شبیر احمد وغیرہ نے ممبر بورڈ آف ریونیو، پنجاب اپیل دائر کی۔اپیل پر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے انتقال نمبر1752 ضبطی حقوق ملکیت بحق صوبائی حکومت سابقا متروکہ، مورخہ2011-12-31 منظور ہو چکا ہے۔ممبر بورڈ آف ریونیو، پنجاب کے فیصلہ

کے خلاف روپ خان وغیرہ نے اپیل سینئر سول جج صاحب، قصور اپیل دائر کی ہوئی ہے جو کہ زیر سماعت ہے اور مختلف عدالت ہائے میں روپ خان وغیرہ نے حکم امتناعی حاصل کئے جو اب خارج ہو چکے ہیں اور اب ملکیتی رقبہ صوبائی حکومت سابقہ متروکہ کو واگزار کروادیا گیا ہے اور موقع پر رقبہ صوبائی حکومت خالی ہے کسی کا قبضہ نہ ہے۔

رپورٹیں
(معیاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب حاجی ملک محمد وحید مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سوال نمبر 2014 اور 2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

حاجی ملک محمد وحید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Question Nos. 2405 and 2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA PP 271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Question Nos. 2405 and 2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA PP 271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"Question Nos. 2405 and 2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA PP 271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب خرم عباس سیال مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سوال نمبر 3254، 3529 اور 3690 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب خرم عباس سیال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Question No. 3254/2014 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA PP-188, Question No. 3529/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86 and Question No 3690/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Question No. 3254/2014 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA PP-188, Question No. 3529/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86 and Question No 3690/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اسے چیلنج کرتا ہوں۔ گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر: گنتی کروائی جائے۔۔۔ (گنتی کروائی گئی)

اکثریت کی رائے ہے کہ توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Question No. 3254/2014 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA PP-188, Question No. 3529/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86 and Question No 3690/2014 asked by Mr Amjad Ali Javed MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ نظام ہی گنتی کا ہے یہی تو ہمارا المیہ ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے جو یہ دو سوالات آپ کو pending کرنے کے لئے کہا ہے، میرے پاس اس بات کا ریکارڈ موجود ہے کہ ان دونوں سوالات کے جوابات غلط ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں کیونکہ اس بات کا precedent بھی موجود ہے لہٰذا ان دونوں سوالات کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اگر ان سوالات کے جوابات غلط آئے ہیں تو آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! آپ میری بات سمجھ نہیں رہے یہ انتہائی اہم سوالات ہیں۔

جناب سپیکر: اب وہ سوالات table ہو چکے ہیں، میاں صاحب! آپ کیا کرتے ہیں اب آپ مہربانی کریں۔ آپ ماحول کو کیوں خراب کر رہے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ان سوالات کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہوگا۔ بہت شکریہ۔ یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ میرا right ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا right میں آپ کو دے رہا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کسی کے ٹائم پر کوئی اور کھڑا ہو جاتا ہے اس لئے میرے سوالات کی باری نہیں آئی اس لئے میری اب آپ سے گزارش ہے کہ ان سوالات کو pending کر دیا جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: سارا کچھ رولز کے مطابق ہوتا ہے۔اب آپ مہربانی کریں۔اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے سوالات کا تو فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ تحریک استحقاق لے آئیں میں آپ کی بات کو چیک کروں گا۔پہلی تحریک استحقاق نمبر 2016/1 جناب محمد عارف عباسی کی ہے۔جی، عباسی اسے پیش کریں۔

پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی راولپنڈی کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز روّیہ

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ یکم جنوری 2016 صبح تین بجے اپنی اہلیہ کو بلال ہسپتال چاندنی چوک سے چیک اپ کروا کر واپس اپنے گھر جا رہا تھا، میرا بیٹا گاڑی چلا رہا تھا کہ راستہ میں پولیس چوکی ائرپورٹ سوسائٹی کے قریب پولیس ناکہ لگا ہوا تھا۔وہاں پر موجود چوکی انچارج ناصر ممتاز جو کہ سول کپڑوں میں اسلحہ سے مسلح نشے میں دھت تھا اور اس کے ساتھ مزید چار پولیس اہل کار بھی تھے۔انہوں نے میری گاڑی کو روکا اور چیک کرنا شروع کیا۔گاڑی چیک ہونے کے بعد جب میں جانے لگا تو چوکی انچارج ناصر ممتاز نے بدتمیزی کرنا شروع کر دی۔نشہ میں دھت ہونے کی وجہ سے مجھے گالیاں بھی دینا شروع کر دیں۔میں نے اس کو بتایا کہ میں ایم پی اے ہوں لیکن اس نے میری ایک نہ سنی اور متواتر گالی گلوچ اور دھمکیاں دیتا رہا۔اس توہین آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!شکریہ۔ اس تحریک استحقاق کا جواب موصول ہوا ہے۔ جیسا کہ محرک نے اپنی تحریک میں بیان کیا ہے،اس کے جواب میں صرف اتنی عرض ہے۔انہوں نے کہا ہے ناکے پر موجود انچارج ناصر ممتاز جو کہ سول کپڑوں میں اسلحہ سے مسلح اور نشے میں دھت تھا اور اس کے ساتھ مزید چار پولیس اہلکار بھی تھے۔انہوں نے ان کی گاڑی کو روکا اور چیک کرنا شروع کیا، گاڑی چیک ہونے کے بعد جب یہ جانے لگے تو چوکی انچارج ناصر ممتاز نے بدتمیزی کرنا شروع کر دی جس نے نشہ میں دھت ہونے کی وجہ سے گالیاں بھی دیں۔انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ ایم پی اے ہیں لیکن اس نے ان کی ایک نہ سنی اور متواتر گالی گلوچ اور دھمکیاں دیتا رہا۔ اس سلسلے میں جو جواب محکمے کی طرف سے موصول ہوا ہے اس میں یہ ہے کہ ائرپورٹ سوسائٹی کے قریب،چوکی ائرپورٹ کا جو ذکر کیا گیا ہے،چوکی ائرپورٹ کا ایریا Airport Defence کے اندر تک ہی موجود ہے۔ دوسرا ائرپورٹ کے چاروں اطراف مختلف سوسائٹیاں ہیں جو مختلف تھانہ جات کے ایریاز میں آتی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ناصر ممتاز نام کا چوکی انچارج ائرپورٹ چوکی میں تعینات نہ ہے جبکہ مزید پڑتال ریکارڈ چیک کروانے پر پتا چلا کہ ڈویژن ہذا میں نہ صرف ممتاز نام کا کوئی اے ایس آئی،ایس آئی تعینات ہے اور نہ ہی کسی چوکی کا انچارج ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!راولپنڈی میں میری غلام عباس سے ملاقات ہوئی،وہاں اس کو بلایا گیا ہے یہ سراسر غلط بیانی کی گئی ہے۔اس سلسلے میں نہ صرف سی سی پی او راولپنڈی سے میری ملاقات ہوئی،اس دوران اس بندے کو وہاں پر بلایا گیا،اس کے علاوہ وہاں پر ڈی ایس پی فرحان صاحب ہیں جو کہ ائرپورٹ تھانے کے انچارج ہیں،ان کے آفس میں بھی ملاقات ہوئی،اس بندے کو وہاں پر بلایا گیا یہ وہاں پر موجود تھا اور اب میرے خیال میں اس کا تبادلہ اٹک کر دیا گیا ہے۔30 اور 31 کی درمیانی رات کو چوکی کا ریکارڈ منگوا کر پتا کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت چوکی انچارج وہاں پر کون تھا کیونکہ سی پی او آفس میں بھی اس کو وہاں پر بلایا گیا،اس کے بعد ڈی ایس پی آفس میں اسے ڈی ایس پی ائرپورٹ تھانہ (فرحان) کے آفس میں بھی بلایا گیا لیکن یہاں پر سراسر غلط جواب دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ جواب ڈی آئی جی پولیس(آپریشن) کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ میرے فاضل دوست بھی اس کو مزید چیک کر لیں ہم بھی چیک کروا لیتے ہیں۔اگر یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد بھی کر دیا جائے اور ناصر ممتاز نام کا کوئی شخص نہ ہو تو پھر کیسے probe ہوگا کہ وہ کون آدمی تھا یا پھر نام درست نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک ہفتہ پہلے اس کا تبادلہ اٹک کیا گیا ہے۔ میری دو دفعہ اس سے ملاقات ہو چکی ہے تھانے میں بھی اور CPO آفس میں بھی۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس تحریک استحقاق کو pending کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! معزز ممبر بھی تسلی کر لیں اور ہم بھی ان سے ریکارڈ منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو pending کرتے ہیں آپ اس کا مکمل طور پر پتا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ریکارڈ منگوا لیں گے۔

جناب سپیکر: اگر اس کا جواب غلط ہوا تو پھر یہ تحریک سیدھی کمیٹی میں جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں۔ اس کا جواب آنے دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 430 جناب امجد علی جاوید کی ہے یہ پھر pending ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ کل discuss ہوئی تھی اور یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ذرا اس بات کو confirm کر لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اس سے دو بار مل چکا ہوں۔ میں CPO اور ڈی ایس پی ائرپورٹ تھانہ کے دفتر میں بھی اس سے مل چکا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!متعلقہ اضلاع میں چیک کروالیں گے اگر اس نام کا کوئی مسئلہ ہوا تو انشاء اللہ آپ کے سامنے جواب آ جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ وہ اس آدمی سے CPO اور ڈی ایس پی ائرپورٹ تھانہ کے دفتر میں مل چکے ہیں لہذا آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔آپ اس کا تماشا نہ بنائیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر:جنہوں نے جواب دیا ہے ذرا ان کو چیک کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!انہوں نے کیا چیک کرنا ہے؟

جناب سپیکر:انہوں نے چیک کرنا ہے۔آپ ایسے نہ کریں۔میں نے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا ہے۔یہ کتنے دنوں سے چل رہی ہے،یہ تقریباً مہینے سے میرے پاس ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اسمبلی کے اجلاس میں ہی آنی تھی۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کر لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!ایوان میں تو آج آئی ہے اگر آج رفع دفع ہو گئی تو پھر اگلے اجلاس میں چلی جائے گی۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اسی اجلاس میں ہی آنی تھی۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!ہماری استدعا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر:ایسے نہیں۔ایسے اگر غلط ثابت ہو جائے گی تو پھر کیا فائدہ ہو گا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!آپ اسے کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر:پلیز آپ مہربانی کریں،تشریف رکھیں.Have your seat

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اس سے زیادہ تو یہاں مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر:رانا ثناء اللہ صاحب!آپ نے معزز ممبران کی بات سنی ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ یہ زیادتی ہے۔ہم اس پر بائیکاٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ نے جو address دیا ہے اگر اس پر آپ کسی کو call کریں گے اور وہاں سے آپ کو جواب نہیں ملے گا تو ہم پھر کیا کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اس سے دو بار مل چکا ہوں۔

جناب سپیکر: جب میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ ان سے جواب لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم عباسی صاحب نے جو بات کی ہے اور خاص طور پر جس طرح انہوں نے اپنی تحریک میں یہ تحریر کیا ہے کہ یہ with family تھے اگر اس دوران کسی بھی پولیس اہلکار نے ان کے ساتھ بدتمیزی کی تو یہ ہمارے لئے بھی بالکل اتنے ہی concern کی بات ہے جتنی ان کی ہے۔

جناب سپیکر: بے شک۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر تو یہ چاہتے ہیں کہ اس کا فوری معلوم ہو کہ واقعی آدمی وہی تھا اسی نام کا تھا، اس کی وہاں پر ڈیوٹی تھی یا ویسے وہاں پر موجود تھا۔ اگر یہ اس تحریک استحقاق کو pending کرواتے ہیں تو یہ جواب دو یا تین دن میں موصول ہو جائے گا۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس کو ہر حال میں مجلس استحقاقات probe کرے تو اس میں کم از کم مہینہ دو مہینے لگیں گے اب جیسے یہ مناسب سمجھتے ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تو آپ کر دیں لیکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ verify ہو تو pending کر دیں اور اگلے دو تین دن میں clear ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگر اس address پر بندہ ہی نہیں ملے گا تو پھر؟ میں کہتا ہوں کہ آپ اس کا جواب آنے دیں تو میں یقیناً مجلس استحقاقات کو بھیج دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ گورنمنٹ level پر verify کرنا چاہتے ہیں تو اگلے دو تین دن بعد یہ verify ہو جائے گا۔ اگر یہ مجلس استحقاقات کے سپرد کرانا چاہتے ہیں تو آپ کے علم میں ہے کہ وہاں مہینے دو مہینہ کی بات ہو گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اسے جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 1036/15 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر نوشین حامد کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!یہ تحریک آپ پڑھیں گی؟

یونین کونسلز نمبر 84اور 90بند روڈ لاہور میں قبرستان کی عدم دستیابی

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح سے لاہور کی آبادی تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہے اس کے تناسب سے قبرستان نہیں بنائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے لاہور بھر کی عوام کو اپنے پیاروں کی تدفین میں سخت دشواری کا سامنا ہے۔ہمارے ذاتی علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ لاہور میں کئی گھر ایسے ہیں جن کو قبرستان میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ اپنے پیاروں کو اپنے گھروں کے صحن میں ہی دفنانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔یہ اتنا burning issue ہے لیکن افسوس کہ حکومت کی اس طرف ذرا بھی توجہ نہ ہے۔

جناب سپیکر!اسی معزز ایوان میں مورخہ 11۔مارچ 2014 کو محکمہ لوکل گورنمنٹ کے وقفہ سوالات کے دوران سوال نمبر 593 کے جواب میں کہا گیا تھا کہ یونین کونسلز نمبر 84اور 90بند پار لاہور میں قبرستان کا PC-I مبلغ 160.13 ملین روپے کا تیار کر کے ڈسٹرکٹ آفیسر پلاننگ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بذریعہ چٹھی نمبری TO(I&S)/1190 مورخہ 12-11-08 ارسال کر دیا گیا ہے اور مذکورہ فنڈز کے حصول کے بعد ان یونین کونسلز میں تعمیر قبرستان کا منصوبہ 6 ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔اس کے علاوہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 15/20 کے جواب میں محترم پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور نے جواب دیا تھا کہ متعلقہ ٹاؤن نے نئے تعمیر کئے جانے والے قبرستان کے لئے PC-I مبلغ 150.45 ملین روپے ضرورت رقبہ برائے قبرستان یونین کونسل نمبر 84 کے لئے 43 کنال 13 مرلے اور برائے یونین کونسل نمبر 90 بند پار شیرا کوٹ، بابو صابو لاہور کے لئے 32 کنال تیار کر کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ریونیو کو مورخہ 6۔جنوری 2015 کو ارسال کر دیا گیا ہے اور جلد ہی اس زمین کو خریدنے کے بعد قبرستانوں کے لئے وقف کر دیا جائے گا۔صد افسوس کہ کئی سال گزر جانے کے باوجود بھی مذکورہ بالا یونین کونسلز پر ابھی تک قبرستان نہ بنا کر پورے لاہور کی عوام کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔حکومت کی جانب سے اس اہم مسئلے کو پس پشت ڈالنے سے لوگوں میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پایا

جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے جواب کا انتظار ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1038/15 جناب احسن ریاض فتیانہ کی ہے۔ اسے پیش کریں۔

پنجاب کے چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں کی مرمت نہ ہونا

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں 300 سے زیادہ چھوٹے ملازمین کے سرکاری گھروں میں چھوٹی موٹی مرمت، خستہ حال بلڈنگ اور چھتیں لیک کرنے کے کیس محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن میں زیر التواء پڑے ہیں لیکن اعلیٰ افسران کی رہائش گاہوں میں تزئین و آرائش، مرمت اور نئے باتھ روم بنانے کے لئے فنڈز کی منظوری دے دی گئی ہے جس میں جی او آر۔I کے 20 گھروں، جی او آر۔II کے 15 گھروں جبکہ جی او آر۔III کے 22 گھروں کے لئے تین سے پانچ لاکھ روپے جاری کئے گئے۔ کسی میں باتھ روم کی ٹائلز، کسی جگہ کے لئے صحن میں ٹائلز لگانے جبکہ کسی جگہ کو خوبصورت بنانے کے لئے فنڈز جاری ہوئے ہیں جبکہ چھوٹے ملازمین کے گھروں کی چھتیں ٹپکنے، ان کی دیواروں کے خستہ ہونے، ان کے کمروں کے اندر دیواروں سے پلستر گرنے، گندہ پانی آنے کے کیس جن کے لئے لاکھوں نہیں 15 سے 50 ہزار روپے لگنے ہیں کی بجائے ہر سال اعلیٰ افسران کے جی او آرز پر کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ صرف چیف سیکرٹری جاوید محمود کے دور میں چھوٹے ملازمین کے گھروں کو خوبصورت بنانے کے لئے پیسے خرچ ہوئے۔ اس کے بعد وزیروں، مشیروں اور اعلیٰ افسران کی سفارش پر ہر سال صرف چند کیس ملازمین کے منظور ہوتے ہیں۔ آئی اینڈ سی ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی سے جی او آرز میں جن گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے فنڈز منظور کئے گئے ہیں ان میں چیف جسٹس ہاؤس کے لئے 43 لاکھ 82 ہزار، 2 ایکمن روڈ کے گھر کی مرمت کے لئے 5 لاکھ روپے، 10 کلب روڈ جی او آر ون کے لئے 3 لاکھ

روپے،2ایکمن روڈ کے لئے 3لاکھ روپے، پانچ ایکمن روڈ کے لئے 3لاکھ روپے، چھ اے ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے تین لاکھ روپے،18ایکمن روڈ کے لئے ایک لاکھ 17ہزار روپے،12۔اے گولف روڈ کے گھر کے لئے 2لاکھ پچاس ہزار روپے،10 ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے ایک لاکھ 20ہزار روپے، 12 ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار روپے، چار ٹولنٹن روڈ کے گھر کے لئے ایک لاکھ 28ہزار روپے، جی او آر کے ٹیوب ویل کی مرمت کے لئے 4لاکھ 80ہزار روپے ایک اور ٹیوب ویل کی مرمت کے لئے تین لاکھ روپے،8 ٹولنٹن روڈ کے گھر کی مرمت کے لئے تین لاکھ روپے،1۔اے ٹولنٹن روڈ کے گھر کی مرمت کے لئے ایک لاکھ چھبیس ہزار روپے گزشتہ دو سال پہلے اس گھر پر ساڑھے تین لاکھ دیئے گئے تھے۔11۔ایکمن روڈ کے گھر کے لئے تین لاکھ روپے،11۔ سی کلب روڈ کے لئے 3لاکھ روپے، 15 گولف روڈ کی رہائش گاہ کے لئے 3لاکھ 30ہزار روپے۔ جی او آر۔II کے جن گھروں کے لئے تین لاکھ فی کس کے حساب سے رقم منظور کی گئی ہے ان میں بی۔17، بی۔37،اے۔4،بی۔7،بی۔34،بی۔63 کے لئے 63ہزار روپے جبکہ بی۔44 کے لئے تین لاکھ روپے،بی۔31 کے لئے دو لاکھ نو ہزار روپے، بی 80 کے لئے ایک لاکھ 36ہزار روپے، جی او آر تھری کے گھروں کے لئے جو رقم منظور کی گئی ہے ان میں ٹیوب ویل کی مرمت کے لئے 6لاکھ 73ہزار روپے،بی۔72 کے لئے ایک لاکھ 42ہزار روپے، ایک لاکھ سے دو لاکھ تک رقم جن گھروں کے لئے منظور کی گئی ہے ان میں بی۔92، سی۔11، ایف۔20، بی۔16،ایف۔23،ایف۔24،سی۔I، بی۔37، بی۔21، بی۔24، بی۔26، بی۔29، بی۔30، بی۔56،بی۔75،بی۔12،بی۔96،بی۔101اور بی۔112 شامل ہیں جن گھروں کے لئے دو سے تین لاکھ روپے منظور ہوئے ان میں بی۔90،بی۔42،ایچ پی۔80 شامل ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔اس کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کو take up کرتے ہیں۔ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ مفاد عامہ سے متعلق میری ایک قرارداد ہے جو کہ دو تین مرتبہ پہلے بھی pending ہوئی ہے۔ یہ قرارداد پٹرول کی قیمت سے متعلق ہے کہ پٹرول کی قیمت -/40 روپے فی لٹر مقرر کی جائے تاکہ بین الاقوامی منڈی میں جو پٹرول سستا ہوا ہے اس کا فائدہ براہ راست عوام کو پہنچ سکے۔ میری گزارش ہے کہ اس قرار داد کو آج take up کیا جائے۔ آج وزیر قانون بھی موجود ہیں۔ آپ نے دو دفعہ یہ قرار داد ملتوی کروائی تھی اور فرمایا تھا کہ چونکہ وزیر قانون نہیں ہیں اس لئے اسے ہم next week take up کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں consensus کے ساتھ طے ہو چکا ہے کہ کوئی بھی قرارداد out of turn اسی صورت میں آئے گی جب اس پر میری طرف سے اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے consensus ہو گا۔ اس قرارداد سے متعلق قائد حزب اختلاف نے ابھی تک میرے ساتھ کوئی consultation نہیں کی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنے قائد عمران خان صاحب سے بھی مشورہ کر لیں کیونکہ جب انہوں نے یہ بات کی تو -/20 روپے فی لٹر پٹرول کی قیمت کم کرنے کا کہا اور محترم قائد حزب اختلاف نے -/40 روپے لکھ دیئے ہیں۔ پہلے یہ آپس میں کسی ایک figure پر متفق ہو جائیں اور پھر اس کے بعد قرار داد لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی آپس کی بات ہے لیکن میرے دفتر میں آج ہی ان کی یہ قرارداد آئی ہے اور اس کے لئے seven clear days چاہئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے وزیر قانون کے ان remarks، اس رویہ پر انتہائی دُکھ اور افسوس ہے۔ یہاں وزیر قانون روزانہ rules suspend کروا کر قرارداد پاس کرواتے

ہیں۔ وزیر قانون ابھی کل Media Houses پر حملے کی قرارداد لے کر آئے تھے۔ یہ قرارداد کل آئی اور کل ہی منظور ہو گئی۔ میں تو مفاد عامہ سے متعلق قرارداد کی بات کر رہا ہوں۔ کروڑوں لوگ مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں اور سرکار ان سے بھتہ لے رہی ہے۔ حکومت 25 روپے فی لٹر پٹرول خرید رہی ہے اور یہاں کی عوام کو 70 یا 75 روپے لٹر دے رہی ہے۔ ہم گھو گو گھوڑے نہیں بلکہ اس ایوان کے ممبران ہیں۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو out of turn take up کیا جائے بصورت دیگر وزیر قانون expose ہوں اور کہیں کہ میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔ عوامی مفاد کا مسئلہ ہے، یہ کوئی نہ کوئی ٹیکنیکل سہارا لے کر کہہ دیتے ہیں کہ سات دن پہلے جمع ہونی چاہئے اور قائد حزب اختلاف کو وزیر قانون کے ساتھ رابطہ کرنا چاہئے تھا۔ یہاں تو ہر روز rules suspend کر کے ایک قرارداد آ رہی ہے۔ یہ ایک عوامی مسئلہ ہے، اس پر پوری قوم کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور پنجاب کے دس کروڑ عوام دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے منتخب نمائندے ایوان میں جا کر کیا کرتے ہیں۔ آپ اس قرارداد کو مجھے out of turn پیش کرنے کی اجازت دیں اور اس کو پاس کریں۔

جناب سپیکر: میں کیسے اجازت دے سکتا ہوں، جب تک آپ کا consensus نہیں ہوتا اس وقت تک یہ out of turn کیسے آ سکتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! rules روز suspend ہوں یا دن میں دو بار، جو اصول طے ہے بالکل اسی کے مطابق ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں لیکن جس قرارداد کا ذکر محترم قائد حزب اختلاف کر رہے ہیں اس بارے میں انہوں نے میرے ساتھ کوئی consultation نہیں کی۔ یہ قرارداد مفاد عامہ میں نہیں بلکہ یہ مفاد دھرنا سیاست میں ہے تو اس پر ہم کیسے متفق ہو جائیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جگا ٹیکس اور بھتہ خوری ہے۔ یہ عوام کے اُوپر پٹرول کا ڈرون حملہ ہے اور ہم اس پر کوئی compromise نہیں کریں گے۔ تین دن سے ہمیں کہا جا رہا ہے کہ اس کو pending کر لیں اور یہ next Monday کو لے آئیں۔ آج وزیر قانون، رانا ثناء اللہ خان اُٹھ کر کہہ دیں کہ ہم یہ قرارداد پاس نہیں کرنا چاہتے تو ان کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے بے نقاب ہو جائے گا۔ یہ عوامی سہولت کی بات نہیں کرتے۔ لوگوں نے ایک دفعہ انہیں ووٹ دے کر غلطی کر دی ہے۔ اس طرح ان کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے ننگا ہو جائے گا کہ پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے اس پنجاب کے ایوان میں وزیر قانون اس قرارداد کی مخالفت کر رہے ہیں۔ لوگوں کو ان کی اصلیت

کا پتا چلنا چاہئے اور انہیں expose ہونا چاہئے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ rules suspend کرکے اس قرارداد کو ایوان کے اندر پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے پاس کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے اور "بھتہ خوری نامنظور، جگا ٹیکس نامنظور، غنڈہ ٹیکس نامنظور" کی نعرہ بازی کرتے رہے)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

آپ سب معزز ممبران تشریف رکھیں اور میری بات سُنیں۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اگر وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف میں consensus ہو جائے تو مجھے آپ کی قرارداد کو out of turn لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ کا آپس میں consensus نہیں ہو رہا تو میں اس میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں اکیلا تو rules suspend نہیں کر سکتا بلکہ rules suspend کرنے کے لئے House کی رائے لی جاتی ہے۔ مجھے آپ کے اس روّیے پر افسوس ہے۔ یہ قرارداد میرے دفتر میں آج ہی آئی ہے تو اس پر seven clear days کا نوٹس ہو گا۔ یہ قراداد آج ہی انہوں نے دی ہے تو ہم اس کو زیر غور لائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اس قرارداد کی کاپی مجھے دیں اور میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ آج روٹین میں مفاد عامہ کی جو قراردادیں ہیں انہیں ہمیں پہلے لینا چاہئے اور اس کے بعد اگر یہ قراردادانہوں نے rules suspend کرکے لانی ہے تو پھر لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ قرارداد کسی individual سے متعلق نہیں ہے بلکہ کروڑوں عوام سے متعلق ہے۔ پنجاب کے دس کروڑ عوام دیکھ رہے ہیں کہ یہ اسمبلیاں ہمارے حقوق کے لئے کیا کر رہی ہیں؟ رانا صاحب! ذرا سوچ کر اس کی مخالفت کریں۔ آپ بے نقاب ہو رہے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے ووٹ لئے ہیں اور تین سالوں میں لوگوں کو کوئی relief نہیں دیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ قرارداد پیش کرنی ہے۔ اگر میں اس میں کوئی ترمیم لانا چاہتا ہوں یا میں اس میں اپنا کوئی amended version لانا چاہتا ہوں تو کیا یہ اس کا ٹائم مجھے نہیں دیں گے؟ یہ مجھے قرارداد کی کاپی دیں، مجھے دیکھنے دیں اس کے بعد پھر یہ پیش کر دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ابھی انہیں قرارداد کی کاپی بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:اس پر ٹائم لگے گا۔

(خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "نو عمران نو" کی نعرہ بازی)

نہیں۔ نہیں۔آپ یہ کیا بات کر رہے ہیں،آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں؟

(ممبران حزب اختلاف کی جانب سے

"گو آلو گو، بھتہ خوری نامنظور، جگہ ٹیکس نہ منظور، غنڈہ گردی نامنظور،آلو ٹھاہ کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!ہم پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر:میاں صاحب!آپ کیا کر رہے ہیں؟آپ کی مہربانی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اجازت ہے تو میں کچھ بات کرلوں۔

جناب سپیکر:جی،بتائیں!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جب بھی کوئی بات آتی ہے تو ایسا نہیں ہے کہ ہم جواب نہیں دے سکتے۔ ہمارے پاس اس کے معقول دلائل ہیں۔ ہم جون 2014کی international prices کو لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف نے مجھے ابھی یہ کاپی بھیجی ہے۔اس کو دیکھنے کے بعد میرا جواب سننے سے پہلے وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں یعنی ان کا یہ لگا بندھا پروگرام تھا کہ انہوں نے یہاں پر شور کرنا ہے اور اس کے بعد باہر جا کر سیڑھیوں پر چار نعرے لگانے ہیں اور پھر گھروں کو چلے جانا ہے۔ اس کے بعد مزید مصروفیات میں مصروف ہونا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ قائد حزب اختلاف کو اجازت دیں۔ میں نے اس میں ترمیم noteکرائی ہے اس کے مطابق جب فائل تیار ہو جاتی ہے اور میری ترمیم بھی تیار ہو جاتی ہے تو یہ قرارداد پیش کرلیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے کہ وہ اس قرارداد میں کچھ ترمیم دینا چاہتے ہیں۔ وہ قرارداد ابھی ٹائپ ہو رہی ہے۔ یہ قرارداد دونوں طرف سے متفقہ ہو جائے گی۔ Meanwhile ہم مفاد عامہ سے متعلق اور قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب! اپنی قرارداد پیش کریں۔

پاکستان سے محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دیئے جانے والے شہیدوں کو نشان پاکستان دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مُلا عبدالقادر اور محترم قمرالزمان، جنہیں پاکستان کی محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا، کو نشان پاکستان دیا جائے۔"

جناب سپیکر! اس میں تین چار اور بھی شہید ہیں جنہوں نے پاکستان کے لئے شہادت قبول کی ہے۔ ان کے نام بھی ہیں مثلاً مطیع الرحمٰن نظامی وغیرہ۔ ان کے لئے بھی میری گزارش ہے اور اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose تو نہیں کرتا کیونکہ بنگلہ دیش کی حکومت کے یہ ایسے اقدامات ہیں جن کو پوری دنیا میں کسی جگہ بھی نہ صرف accept ہی نہیں کیا گیا بلکہ ہر طرف ان اقدامات کی مزمت کی گئی ہے اور انہیں ظالمانہ اقدامات سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن یہ معاملہ خالصتاً وفاقی حکومت اور foreign affairs سے متعلقہ ہے۔ شیخ علاؤالدین کی قرارداد جیسے ہی موصول ہوئی تو وفاقی حکومت کے محکمہ کیبنٹ ڈویژن کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(FG)4-25/2016 بتاریخ 2016-01-01 درخواست کی گئی ہے کہ اس قرارداد کے ضمن میں وفاقی حکومت اپنے مؤقف سے آگاہ کرے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حساس نوعیت کا مسئلہ ہے تو اس کے جواب کا انتظار کر لیا جائے۔ اس کا جواب موصول ہونے کے بعد اگر اس کو opt کیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس قرارداد کو pending نہیں کیا جانا چاہئے۔ میں بڑی مشکل سے یہ قرارداد لایا ہوں۔ مجھے اس پر کام کرتے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، دیکھتے ہیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مُلا عبدالقادر اور محترم قمرالزمان، جنہیں پاکستان کی محبت کی وجہ سے بنگلہ دیش میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا، کو نشان پاکستان دیا جائے۔"

وزیر قانون نے جو بات کی ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو میرے سے زیادہ علم ہے کہ ان لوگوں نے کس طرح شہادت قبول کی۔ انہوں نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ ہمارا آج Nuclear Power ہونے کے باوجود کیا کردار ہے، ہم کیا پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تھوڑا سا انتظار کر لیں تو کیا فرق پڑے گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس معاملہ میں جتنا دُکھی ہوں اتنا ہی آپ بھی ہیں لیکن مصلحتوں کو چھوڑ دیں۔ یہ ملک ہمیں اللہ نے دیا ہے اس لئے مصلحتوں کو چھوڑ دیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حسینہ واجد ہندوستان کے اشارے پر یہ سب کچھ کر رہی ہے۔ ہم ان کے لئے کیا کر سکے ہیں؟ ہم ان کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ ہم ایک قرارداد بھی پاس نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہم اس قرارداد کو pending کر رہے ہیں۔ اس کا جب جواب آ جائے گا تو پھر ہم کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بڑی بے ضرر سی قرارداد ہے۔ یہاں بہت سی قراردادیں ہم پاس کرتے ہیں جو وفاقی حکومت کے پاس پڑی رہتی ہیں۔ اگر یہ قرارداد بھی پاس کر دیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب اور محترم شیخ صاحب اتنے جوش وجذبے کا اظہار کر رہے ہیں اور خود ہی یہ فرما رہے ہیں کہ ہمیں یہ قرارداد لاتے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ اس قرارداد کو لانے میں ایک سال تک کون سی رکاوٹ ان کو راستے میں حائل تھی؟ میرا تو خیال ہے کہ ان کو سزائے موت دینے کا جو عمل ہوا ہے اس کو بھی شاید ابھی ایک

سال نہیں ہوا لیکن بات یہ ہے کہ یہ تاریخ بتائیں کہ انہوں نے کس تاریخ کو قرارداد جمع کرائی ہے؟ آپ اسمبلی کا ریکارڈ دیکھیں کہ انہوں نے یہ قرارداد کس تاریخ کو جمع کرائی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے اس قرارداد کو لاتے لاتے ایک سال لگ گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پروفیسر غلام اعظم صاحب کو شہید کیا گیا۔ ہمیں تو اسی وقت اس ایوان میں آنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت آ جاتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں کون سی غلط بات کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ دونوں صاحبان مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کچھ چیزیں اس قوم کی، پاکستان کی بنیادیں ہیں۔

جناب سپیکر: بس اس قرارداد کو تو میں نے pending کر دیا ہے، اب آپ اس پر کیوں بحث کرتے ہیں، مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دیکھیں! میری گزارش یہ ہے کہ ہم سارے لوگ اس معاملے پر افسردہ ہیں کہ حکومت نے اپنے تیئں اس پر اگر کوئی initiative نہیں لیا اور یہاں کے کچھ ممبران نے اگر یہ قرارداد دی ہے، ان لوگوں کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ پاکستان کا دم بھرتے تھے اور پاکستان کے لئے انہوں نے اپنی جانیں بھی نچھاور کر دیں اور آج اس ایوان کے اندر ان کا نام لینا یا انہیں appreciate کرنا بھی جرم بن گیا ہے کہ ہم بھی مرکز سے پوچھیں گے اور یہ وہاں سے پالیسی آئے گی۔ یہ حسینہ واجد یا انڈیا سے کیوں ڈرتے ہیں، یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ انڈیا کا ہمارے اوپر اور ہمارے حکمرانوں پر اتنا دباؤ ہے تو پھر ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ یہ پاکستان کے ہیرو ہیں جنہوں نے پاکستان کے لئے اور اس ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی قرارداد ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو بتا دیں کہ یہ قرارداد کب تک pending ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد pending کی ہے، ان کے لیٹر کا ذرا انتظار ہے۔

شیخ علاؤالدین: کیا یہ قرارداد 2020 تک pending ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسے نہ کیا کریں۔ 2020 تک کسی کو کیا پتا ہے، کہ کیا ہو گا کیا نہیں۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ہم اس کو لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ یہ پابند کر دیں کہ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے یا اس وقت تک جواب لے لیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ جواب آ جائے گا۔ کہہ دیا ہے اور انہوں نے note کر لیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ بھی ساتھ note کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I opposed.

جناب سپیکر: اسے oppose کیا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جی، محرک اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس پر تو سوائے افسوس کے مجھے اور کیا اظہار کرنا ہے۔ آپ کو بھی معلوم ہے، مجھے بھی معلوم ہے اور پورے ایوان کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں جو مساجد ہیں، کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتی ہیں اور even جو دوسری عبادت گاہیں ہیں، دوسرے مذاہب کے لوگ جو یہاں رہتے ہیں، چرچز ہیں، مندر ہیں کسی جگہ پر بھی ٹی وی کا وجود نہیں پایا جاتا۔ ہم

اپنے گھر کے قریب مسجد کے علاوہ travel کرتے ہیں، جہاں جہاں بھی ہم جاتے ہیں وہاں یہ ٹی وی کسی بھی مسجد کے اندر موجود نہیں ہوتا۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر آپ اس رقم کو جمع کریں گے تو یہ کروڑوں روپیہ بنے گا۔ یہ ایک قسم کا ایسا ٹیکس ہے، ایسی فیس ہے جس کو مساجد کے اوپر لگانا انتہائی ناانصافی ہے۔ میں نے یہ ایسی بے ضرر سی قرارداد دی ہے اور اگر یہ ایوان اس قرارداد کو مسترد کرتا ہے، میں رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے یہ کوئی اچھا message نہیں جاتا، اس کو وہ oppose نہ کریں، اس کو جانے دیں اور یہ پورا جو ایوان بیٹھا ہے، اس کو open کر دیں کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اس کے بارے میں فیصلہ کرلے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کی اکثریت اس کے حق میں فیصلہ دے دے گی اور اس حوالے سے اس پچیس روپے سے حکومت کا کیا بنتا ہے، یہ ٹیکس اگر wave of ہو جائے گا تو یہ ایوان کی طرف سے بھی ایک اچھا message لوگوں کو بھی بالعموم جائے گا، علمائے کرام کو بھی بالعموم جائے گا۔ میری استدعا یہی ہے کہ اس کو رانا صاحب oppose نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، سنتے ہیں کہ وہ اس کو کیوں oppose کر رہے ہیں، کیا بات ہے، ان کی بات تو سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ڈاکٹر سید وسیم اختر کا اگر تو یہ مؤقف ہے کہ اس کو اس لئے استثنیٰ دی جائے کہ مساجد میں ٹی وی کا استعمال نہیں ہوتا تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ مساجد کا وہ حصہ جس میں نماز ادا ہوتی ہے اس کے علاوہ وہاں پر جو مؤذن یا امام ہوں ان کی رہائش بھی مسجد کا حصہ ہی تصور ہوتی ہے اور اس حصے میں ٹی وی بالکل استعمال ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ٹی وی کوئی بُری چیز ہے اور مسجد کے اس حصے میں اس کا استعمال نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ کے علم میں ہو گا کہ اس وقت تو ٹی وی کے اوپر یعنی جو ہمارے چینلز ہیں، اگر ٹی وی آپ کے گھر میں یا آپ کے آفس میں موجود ہے تو اس پر الحمد للہ خانہ کعبہ کی براہ راست زیارت آپ ہر وقت کر سکتے ہیں، کوئی ضروری نہیں کہ آپ اس پر کوئی ایسا چینل لگائیں کہ وہاں پر کوئی بیہودگی ہو یا آوارگی ہو، اس طرح روضہ رسول ہر وقت براہ راست آ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے نعت کے پروگرام چل رہے ہوتے ہیں، اسی طرح سے قرآن پاک کی تفسیر اور ترجمے کے پروگرام چل رہے ہوتے ہیں تو اس وقت ٹی وی کے اوپر بہت سارے ایسے چینلز ہیں کہ جو مسجد کے کسی بھی حصے میں اگر ٹی وی موجود ہو تو وہ کوئی غلط چیز تصور نہیں ہوتی بلکہ اس سے استفادہ ہوتا ہے، ایک تو یہ بات ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ اگر استعمال ہو رہا ہے تو پھر اس کو استثنیٰ دینے کا جواز نہیں بنتا اور اگر اس کو جواز بنایا جائے گا تو پھر یہ ایک لمبی controversy شروع ہو جائے گی، ایک طرف

ڈیپارٹمنٹ والے کہیں گے کہ نہیں یہ تو استعمال ہو رہا ہے، دوسری طرف exception مانگنی شروع کر دیں گے اور اس طرح پھر لازمی بات ہے کہ ہمارے نچلے درجے پر دوسری چیزیں بھی درمیان میں آجاتی ہیں کہ کوئی لالچ کر کے کسی کو استثنیٰ دے دے گا، کسی کو نہیں دے گا، یہ کروڑوں روپے کے ریونیو کا معاملہ ہے، خود ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے یہ بات کی ہے تو اس لئے میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس میں ہم خانہ خدا کو، مسجد کو یا اس کے ایک متبرک نام کو اس معاملے میں آکر اُلجھائیں۔

جناب سپیکر! میری ان سے یہ گزارش ہو گی کہ اس معاملے میں اگر وہ مساجد کے لئے کوئی اور concession چاہتے ہیں یا حکومت مساجد کی بہتری کے لئے اگر کوئی اقدامات کر سکتی ہے تو وہ اس پر بات کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اُلجھاؤ میں نہ پڑیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ رانا صاحب نے یہ offer بھی دی ہے کہ اگر اس کے علی الرغم کوئی چیز ڈاکٹر صاحب اس پر کرتے ہیں تو میں اس کے علی الرغم بھی بتا دیتا ہوں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ دیکھیں اس ملک کے اندر بہت ساری این جی اوز پبلک کی ویلفیئر کے لئے کام کرتی ہیں، ان کو ہم بہت سارے معاملات کے اندر چھوٹ دیتے ہیں، یہ جو مساجد ہیں یہ کوئی business concern نہیں ہیں، کوئی کاروباری ادارے نہیں ہیں، یہ خیر کا کام کر رہے ہیں، لوگوں کو اللہ اور اللہ کے رسول کی تعلیمات سے آگاہ کر رہے ہیں۔ یہ خیر کا کام ہو رہا ہے جو فی سبیل اللہ وہ کرتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسی مساجد ہوں گی، بہت چند ہی ایسی ہوں گی کہ جن کو کوئی ادارے چلاتے ہوں، بالعموم ہمارے محلوں میں، گلیوں میں، گاؤں میں اور گوٹھوں میں یہ لوگ چندے سے مساجد کو بناتے ہیں اور وہ چندے سے ہی بجلی کا بل وغیرہ ادا ہوتا ہے۔ اگر رانا صاحب اتنی بات اس حوالے سے کر رہے ہیں تو پھر میں اس پر stress کرتا ہوں لیکن چلیں اگر رانا صاحب کہتے ہیں کہ اس کا کوئی متبادل بتا دیں تو میں یہ متبادل پیش کرتا ہوں کہ رانا صاحب اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ تمام مساجد کو بجلی کے بلوں میں چھوٹ دے دی جائے، ان کو free کر دیا جائے، یہ خیر کا کام ہے اور اس پر میں compromise کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں یہ withdraw کر لیتا ہوں۔ بجلی کے بلوں میں چھوٹ کی قرارداد پیش کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ اس کو بنیاد بنائیں گے کہ وہاں پر ایک خیر کا کام ہو رہا ہے تو خیر کا کام تو تمام یونیورسٹیوں میں ہو رہا ہے، تمام کالجوں میں ہو رہا ہے، تمام سکولوں میں ہو رہا ہے اور تمام مدارس میں ہو رہا ہے تو پھر یہ

سلسلہ جو ہے اس کو آخر آپ کسی جگہ پر تو آ گے cap کریں گے ناں۔اس طرح سے اگر بل کی معافی کا معاملہ آئے گا تو معافی میں بھی پھر بہت سارے آئیں گے۔ ہسپتالوں میں کون سا بزنس ہو رہا ہے، ہسپتالوں میں بھی خیر کا کام ہو رہا ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی لوگ یہ کہتے ہیں کہ بہت سارے ایسے ہیں کہ جو without profit and loss کام کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے یہ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ جس کو اگر آپ شروع کریں گے تو پھر اس کو cap کرنا ممکن نہیں ہو گا اس لئے میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ مسجد کے حوالے کو اس حوالے سے نہ جوڑیں بلکہ اس پر کوئی ایسا طریق کار دیکھیں جس میں اگر مساجد کو اس انداز سے regular کیا جائے کہ وہ حکومت سے مدد بھی لیں اور حکومت کی instructions پر regarding لاء اینڈ آرڈر، آپریشن ضرب عضب اور نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد بھی کریں لیکن اُس پر بھی بعض جگہوں سے resistance آ رہی ہے کہ ہم اس مدد کو قبول نہیں کریں گے۔اب مساجد کے loud speaker کے استعمال سے جیسے کوٹ رادھا کشن میں واقعہ ہوا تھا تو وہ بھی صبح صبح مسجد کے loud speaker سے ہی اعلان ہوا تھا جس کی بنیاد پر زندہ لوگوں کو اٹھا کر بھٹے میں پھینک دیا گیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو ہمیں اس انداز سے further detail میں جا کر discuss نہیں کرنا چاہئے بلکہ میں ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سے اپیل کروں گا کہ آپ اس قرارداد کو withdraw کر لیں اور اس کو ایسی شکل جس سے آپ سمجھتے ہیں کہ مناسب طریقے سے اللہ کے گھر کی مدد ہو سکتی ہے تو اس کے لئے گورنمنٹ تیار ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ withdraw کر لیں۔اس کو آپ اور یہ بھی دوبارہ بیٹھ کر دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بعد میں بیٹھ کر کچھ نہیں ہوتا۔میں مک مکا کی بات نہیں کرتا کیونکہ میں نے تو اس کا alternate دے دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ دے دیجئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر یہ اس کو رکھنا چاہتے ہیں تو alternate: بجلی مفت کر دیں لیکن اس پر بھی ان کو اعتراض ہے۔یہ بات ٹھیک ہے کہ تعلیمی اداروں میں بھی خیر کا کام ہو رہا ہے لیکن تعلیمی ادارے in a way business concern ہوتے ہیں کیونکہ بچے تعلیم حاصل کرنے کے بعد تعلیم کی بنیاد پر نوکریاں کرتے ہیں، کاروبار کرتے ہیں اور لوگ فیسیں بھی دیتے ہیں۔اس کی detail میں

جائیں گے تو پھر مزید بھی باتیں آنا شروع ہو جائیں گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ایوان میں اس کو ووٹ کے لئے put کر دیں باقی ایوان جیسے منظور کر لے۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ تو آپ کی مرضی ہے لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ ایسے ہو۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد کو بجلی کے بلوں میں عائد ٹی وی فیس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: تیسری زیر التواء قرارداد میاں محمود الرشید کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

تعلیمی اداروں کا تحفظ یقینی بنانا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose نہیں کرتا لیکن میں اس میں ایک سٹیٹمنٹ on record لانا چاہتا ہوں کہ محکمہ سکولز ایجوکیشن تعلیمی اداروں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے پوری طرح سے باخبر اور ہمہ وقت متحرک ہے۔ اس حوالے سے سکیورٹی اقدامات کے لئے وضع کردہ SOPs پر پورے طریقے سے عملدرآمد کروایا جا رہا ہے تاکہ بچوں اور اساتذہ کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ ان تمام اقدامات کی مکمل monitoring بھی کی جا رہی ہے اور محکمہ کی سطح پر افسران مختلف اضلاع کا دورہ کر کے سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں کے سکیورٹی اقدامات کا جائزہ لیتے ہیں۔ محکمہ نے تعلیمی انتظامیہ اور سکیورٹی اداروں کے تعاون سے پنجاب کے 36۔اضلاع میں نجی اور غیر نجی سکولوں کو سکیورٹی خطرات کے پیش نظر مختلف categories میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے مسلسل اقدامات کئے جا رہے ہیں اور اس ضمن میں نجی اداروں کو بھی پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اداروں میں سکیورٹی کے فول پروف انتظامات کریں۔ ان حقائق سے واضح ہے کہ حکومتِ پنجاب اور محکمہ تعلیم سکولوں کی سکیورٹی کے تمام ممکنہ اقدامات کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں

باقاعدہ weekly meetings وزیر اعلیٰ خود Chair کرتے ہیں جس میں تمام اضلاع کی انتظامیہ کو video link پر لیا جاتا ہے اور تمام سکول جو A plus and A categories میں آ رہے ہیں اُن کے حفاظتی اقدامات سے متعلق جو SOPs بنائے گئے ہیں، کل تک کی میٹنگ کے مطابق اُن پر 100 فیصد عملدر آمد کیا جا رہا ہے لہٰذا اس قرار داد کے اوپر کوئی اعتراض نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

ایک معزز ممبر: ناں۔

جناب سپیکر: اس پر "ناں" کوئی نہیں کر رہا لہٰذا یہ متفقہ ہی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ متفقہ نہیں بلکہ کثرتِ رائے سے منظور ہوئی ہے کیونکہ ایک ممبر نے "ناں" کہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کسی نے اس کو oppose نہیں کیا اور کوئی ممبر کھڑا نہیں ہوا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کثرت رائے سے منظور ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایسے نہ کریں۔ آپ میری بات سنیں۔ میں آپ کے کہنے پر دوبارہ ووٹنگ کروا لیتا ہوں۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں کا تحفظ ممکن بنایا جائے۔"

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چوتھی قرار داد جناب محمد سبطین خان صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں انجیو گرافی کی سہولت مہیا کرنے کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں انجیو گرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر محرک سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ اس میں لفظ "بتدریج" کا اضافہ کر لیں کیونکہ یہ ایک specialized intervention ہے جس میں بتدریج ہی تمام ڈسٹرکٹ ہسپتالوں تک لے جایا جا سکتا ہے۔ اس وقت تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹر کے ہسپتالوں میں یہ سہولت موجود ہے اور بعض اضلاع کی حد تک بھی ہے لہٰذا اس کو بتدریج فراہم کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے جبکہ specialized doctors اور دوسرے عملے کی کمیابی کی وجہ سے سردست فوری طور پر اس پر عملدرآمد نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب نے جو ترمیم کہی ہے اس طرح کر لیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! جس حد تک لفظ "بتدریج" کے حوالے سے رانا صاحب نے کہا ہے اُس سے مجھے اختلاف نہیں ہے لیکن میں اس میں یہ addition کرنا چاہوں گا کہ اِس وقت ہمارے پنجاب کے 36 اضلاع ہیں اور 36 میں سے اگر ریکارڈ کو check کریں تو میرے حساب سے آٹھ یا نو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولت موجود ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ پورے پنجاب کا load لاہور اور ملتان پر پڑتا ہے اور یہ میں سرکاری ہسپتالوں کی بات کر رہا ہوں، کوئی پرائیویٹ ہسپتالوں کی بات نہیں کر رہا۔ اب ایم آئی آر مشینیں اسی طرح خراب پڑی ہیں۔ اگر میانوالی، لیہ یا ڈی جی خان کا مریض جسے تکلیف ہوتی ہے تو ڈاکٹر حضرات اُس کو کہتے ہیں کہ آپ جا کر لاہور سے انجیوگرافی کروائیں اور خدانخواستہ آدھے مریض راستے میں ہی انتقال کر جاتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ request کرنا چاہوں گا کہ اس کی ٹوٹل cost کیا ہے، اگر آپ کسی اچھی کمپنی کی مشین لیں تو اس کی ٹوٹل cost پانچ سے چھ کروڑ روپیہ بنتی ہے۔ خدانخواستہ کیا پنجاب اتنا غریب ہو گیا ہے کہ human life سے زیادہ پانچ سات کروڑ روپے کے پیچھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات مانی گئی ہے اور گورنمنٹ نے مان لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری نظر میں اورنج ٹرین زیادہ ضروری نہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا کیا تعلق ہے؟ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" میاں صاحب! کیا بات کر رہے ہیں، کہاں کی بات ہو رہی ہے؟ سب کے فائدے کی بات ہو رہی ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بتدریج انجیو گرافی کی سہولت مہیا کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ریکارڈ کے لئے یہ بات کرتا ہوں کہ جب اس طرح کی قرارداد آئے تو اس پر ٹیکنیکل رائے بھی لی جانی چاہئے۔ جو اس شعبے سے متعلقہ لوگ ہیں وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ کسی بھی ایسے ہسپتال میں جہاں انجیو گرافی کی جائے بائی پاس سرجری کی سہولت فی الفور موجود ہونی چاہئے کیونکہ جب catheter ڈالتے ہیں اور اگر vein پنکچر ہو جائے اور فوری بائی پاس نہ کیا جائے تو بندے کی موت فی الفور ہو جاتی ہے اس لئے جب اس طرح کی قرارداد آئے تو ٹیکنیکل رائے بھی لی جانی مناسب ہے جس طرح اس قرارداد پر مرکز سے رائے لی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ٹیکنیکل تو آپ ہی تھے اور آپ نے اس وقت اس کے متعلق کوئی بات نہیں کی جب میں نے یہ put question کیا تو آپ کو اس وقت چاہئے تھا کہ آپ کچھ کہتے۔ یہ پانچویں زیر التواء قرارداد محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کی ہے۔

16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب قومی دن قرار دینے کا مطالبہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16۔دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16- دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ 16- دسمبر کو آرمی پبلک سکول پشاور کے شہید بچوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسے بچوں کا قومی دن قرار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد جناب محمد سبطین خان کی ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

صوبہ بھر میں غیر قانونی سائن بورڈز کو ہٹانے کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قراداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر قانونی طور پر نصب سائن بورڈز کو فی الفور ہٹایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ قرارداد میاں محمود الرشید کی ہے۔

پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلے پر عملدرآمد کرانے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک statement دینا چاہتا ہوں اور اسے oppose نہیں کرتا۔ حکومت پنجاب نے پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے لئے Punjab Private Education Institutions Promotion & Regulation Ordinance 1984 میں ترمیم کی ہے Punjab Private Education Institutions Promotion & Regulation Ordinance 2015 جاری کیا ہے جو اس وقت نافذالعمل ہے۔ ترمیمی آرڈیننس 2015 کے مطابق تمام پرائیویٹ اداروں کو بند کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اضافہ شدہ فیس کو ختم کر کے اسے تعلیمی سال 2014 کی سطح پر لائیں۔ حکومتی فیصلہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے پنجاب کے تمام اضلاع میں متعلقہ ڈی سی او صاحبان کی سربراہی میں District Review Authorities قائم کر دی گئی ہیں اور والدین کو بھی بطور ممبر اس میں شامل کیا گیا ہے۔ مذکورہ کمیٹی کی میٹنگ ہر دس دن بعد ہوتی ہے جس میں زائد فیس کے حوالے سے شکایات کا جائزہ اور بعد ازاں ازالہ کیا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے فیصلے پر سختی سے عملدرآمد کروا رہی ہے اور اس سلسلے میں کوئی شکایت pending نہ ہے اور تمام عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں جبکہ خلاف ورزی کرنے والے پرائیویٹ اداروں کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر statement آ گئی ہے اور سوال کی گنجائش بھی نہیں ہے کیونکہ منسٹر صاحب نے اس حوالے سے مکمل طور پر اپنی بات کر لی ہے اور وہ اس کی مخالفت نہیں کرتے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں کمی کے حکومتی فیصلہ پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔

جھوٹے مقدمات کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترمیم کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔"

اس قرارداد کی کسی نے مخالفت نہیں کی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جھوٹے مقدمات اور ایف آئی آر کی روک تھام کے لئے متعلقہ قوانین میں موزوں ترامیم کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

نادرا اور پاسپورٹ آفس میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کرنے کا مطالبہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نادرا اور پاسپورٹ دفاتر میں خواتین کی تصاویر اتارنے کے لئے خواتین اہلکار تعینات کی جائیں۔"

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس قرارداد کو oppose کیا گیا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ I believe جو خواتین ہیں ان کے لئے its more comfortable کہ انہوں نے کئی دفعہ they are wearing jeans and sleeveless کپڑے some other man sittings I think they are not comfortable اگر ایک بندہ ان کی تصویر کھنچوا رہا ہے my personal instances میں جب اپنی تصویر کھنچوانے گئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ آپ دوبارہ کھنچوائیں کہ:

> Is this like for a Face book post? I think there are lot of women who are not comfortable.

کہ کوئی بندہ ان کی تصویر اتارے اور آپ دیکھیں کہ

> There are some women who cover some who are not covering. So, I think even in very modern places for example like UAE

آپ اپنا سی وی بنانا چاہتے ہیں تو عورتیں ہی ہوتی ہیں جو عورتوں کی تصویر اتارتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھ سے اجازت لے کر انگلش میں بات کر لیں یا اردو میں بات کریں۔ آدھی اردو اور آدھی انگلش میں بات کرنا ٹھیک نہیں لگتا۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! اگر آپ ائرپورٹ پر جاتے ہیں اور وہاں عورت کی search ہونی ہے تو عورتیں ہی search کرتی ہیں۔ اگر پاسپورٹ آفس میں تصویر اتارنے بھی جاتی ہیں تو I think عورتوں کے لئے its more comfortable کہ وہاں عورت ہو اور

Not only that, that would promote employment for women also.

جناب سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے اس قرارداد کی technical reason کی وجہ سے مخالفت کی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ approach کوئی progressive approach نہیں ہے بلکہ یہ طالبان کی سوچ ہے کہ عورتوں کے شناختی کارڈ بھی نہ بنیں اور ان کی تصاویر بھی نہ کھینچی جائیں اور محرکہ جس بات کو point out کر رہی ہیں کہ جینز والی یا وہ خواتین ہوتی ہیں تو انہیں as such میں نہیں سمجھتی کہ کوئی اعتراض ہوتا ہے لیکن پاسپورٹ دفاتر کے اندر خواتین اہلکار وہاں موجود ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو خاتون اہلکار اس کی تصویر کھینچ سکتی ہے لیکن generally محترمہ جن جگہوں کی نشاندہی کر رہی ہیں اور جن خواتین کی نشاندہی کر رہی ہیں تو میرا انہیں خیال کہ ان کے لئے کوئی problem ہوتا ہو۔ اس طرح عورتیں عورتوں کے لئے specific نہ کریں یہ gender discrimination ہے۔ اس سے پہلے ہی ہم عورتیں بہت پیچھے جا چکی ہیں اور دنیا کے ہر میدان میں عورتیں compete بھی کر رہی ہیں اور آگے بھی جا رہی ہیں اس لئے عورتیں عورتوں کے لئے specific کر دینا میرے خیال میں نامناسب ہے اور عورتوں کی توہین ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہوگی کہ اس پر زیادہ debate کروانے کی بجائے آپ اس قرارداد کو pending فرما دیں تاکہ ان کا آپس میں consensus کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ٹھیک ہے اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ قرارداد اچھی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو خوامخواہ کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے کل کو خواتین ایک قرارداد لے آئیں گی کہ gender discrimination نہیں ہونی چاہئے [************]

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ قرارداد لے آئیں ہم منظور کروانے میں ان کی مدد کریں گے جب ڈاکٹر سید وسیم اختر نے۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر کی اس بات کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے جو انہوں نے فرمائی ہے۔ جی، قواعد کی معطلی کی تحریک وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں جی، محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محرک تو میں ہوں ادھر۔

جناب سپیکر: جی، قواعد کی معطلی کی تحریک تو انہوں نے پیش کرنی ہے۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر قرارداد میں کوئی تبدیلی کرنی تھی تو پہلے مجھے محرک کو قرارداد دکھانا چاہئے تھی اگر یہ قرارداد کے اندر جو بھی ترمیم لے کر آ رہے ہیں جب تک وہ میرے ساتھ consult نہیں کیا مجھے دکھایا نہیں کہ وہ کیا اس میں delete کر رہے ہیں اور کیا اس میں addition کر رہے ہیں تو this is not fair۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں طریق کار رولز کے مطابق جو میری سمجھ میں ہے کہ یہ جو رولز کی معطلی کی تحریک ہے وہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے وہ پیش کریں یا میں پیش کروں اس کے بعد وہ اپنی قرارداد پیش کریں گے میں اُس میں ترمیم پیش کروں گا ترمیم پر پہلے voting ہو گی اگر ترمیم carry ہو جائے گی تو پھر اُن کا resolution turn down ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تحریک پیش کریں تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جو یہ رانا ثناء اللہ خان پیش کرنا چاہ رہے ہیں ہم تو بالکل بھی اس سے اتفاق نہیں کرتے یہ تحسین فرمانا چاہتے ہیں پانچ روپے کم کر کے ہمارے اوپر کوئی بڑا احسان کیا ہے۔ This is not fair یہ جو قرارداد ہے یہ تو اس قابل نہیں ہے کہ اس کو ہم ایوان کے اندر پڑھیں بھی پاس کروانا تو بڑی دور کی بات ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اپنی قرارداد پڑھیں ترمیم میں پڑھوں گا یہ اپنی قرارداد پیش کریں میں اپنی قرارداد پیش کروں گا as amended by Law Minister

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ چمچہ گیری چھوڑ دیں، یہ چمچہ گیری ہے۔ یہ جو عوام کے جذبات ہیں یہ اُس کی ترجمانی نہیں ہے رانا صاحب! آپ کو چاہئے تھا کہ آپ اس قرارداد کے اندر ترمیم لانا چاہتے ہیں تو آپ مجھ سے consult کریں میں آخر محرک ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رولز کے مطابق یہ اپنی قرارداد پیش کریں میں اپنی amended resolution پڑھوں گا یہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جی، اس کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پٹرول کی قیمت چالیس روپے فی لٹر مقرر کرنے کا مطالبہ

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پٹرول کی قیمت میں پانچ روپے کمی قوم کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرول کی قیمت 40 روپے فی لٹر مقرر کی جائے

تاکہ عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں میں کمی کا فائدہ عام صارفین تک پہنچ سکے۔"

جناب سپیکر: جی یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پٹرول کی قیمت میں پانچ روپے کمی قوم کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرول کی قیمت 40روپے فی لٹر مقرر کی جائے تاکہ عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں میں کمی کا فائدہ عام صارفین تک پہنچ سکے۔"

جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ amended resolution move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ amended resolution پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

"یہ ایوان پٹرول کی قیمت میں حالیہ پانچ روپے فی لیٹر کمی کے فیصلے کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس حالیہ کمی کے بعد مجموعی طور پر پٹرول کی قیمت میں تقریباً 30روپے فی لٹر کمی کی جا چکی ہے۔ جس سے عام آدمی کو ریلیف ملا ہے جو موجودہ حکومت کی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔

یہ ایوان امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس مد میں عوام کو مزید ریلیف فراہم کرنے کے لئے مزید اقدامات بھی کرے گی۔"

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان پٹرول کی قیمت میں حالیہ پانچ روپے فی لیٹر کمی کے فیصلے کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس حالیہ کمی کے بعد مجموعی طور پر پٹرول کی قیمت میں تقریباً 30روپے فی لٹر کمی کی جا چکی ہے جس سے عام آدمی کو ریلیف ملا ہے جو موجودہ حکومت کی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔

یہ ایوان امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس مد میں عوام کو مزید ریلیف فراہم کرنے کے لئے مزید اقدامات بھی کرے گی۔"

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: جی، opposed

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ یہ ایسا موقع ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہو گا لیکن ہم چمچہ گیری کریں، ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں بھلے ہی وفاقی حکومت ان کی سہی، مسلم لیگ (ن) کی سہی انہیں لوگوں نے منتخب کیا ہوا ہے لیکن اگر وہ کوئی غلط کام کرتی ہے اور ایسے اقدامات کرتی ہے کہ جس سے اُس کو بہتر کرنے کی بجائے ہم اُس کی تحسین کرتے چلے جائیں۔ دنیا کے کسی ملک میں کیا ایسے ہوتا ہے، کیا کسی مہذب معاشرے میں ایسے ہو سکتا ہے؟ کسی مہذب ملک میں ایسے ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں کہ ہم democratic منتخب لوگ ہیں آپ باہر کے ممالک سے 25 روپے لٹر لیں اور اپنی عوام کو آپ 75 روپے لٹر دیں تو یہ قابل شرم بات ہے۔ اس کی تحسین نہیں ہونی چاہئے اس کی مذمت ہونی چاہئے۔ یہ قابل مذمت فعل ہے اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں جو ترمیم رانا ثناء اللہ خان لے کر آئے ہیں یہ پنجاب کی عوام کے سامنے expose ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے چہروں پر جو نقاب لئے ہوئے ہیں وہ آج اُلٹ گئے ہیں اور ان کے چہرے ننگے ہو گئے ہیں، ان کی policies، عوام دشمن policies ہیں اور تین سال سے یہ حکمران ہیں۔ ان حکمرانوں نے پنجاب کی عوام کو دیا کیا ہے؟ اورنج ٹرینوں کے علاوہ، میٹرو بسوں کے علاوہ اور پلوں کے علاوہ اور کیا دیا ہے کوئی ریلیف ملا ہے؟ بجلی ہے، گیس ہے اور نہ ہی پینے کا صاف پانی ہے۔ یہ پٹرول کی قیمت میں کمی ایک ایسا مسئلہ ہے، یہ اپنی گرہ سے کچھ نہیں دے سکتے یہ کیا دے سکتے ہیں؟ انہوں نے کشکول پکڑا ہوا ہے اور کشکول کا سائز بھی پہلے سے بڑا کر لیا ہے اُس کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔ جو ریلیف انہیں دینا چاہئے تھا ہم تو وہ نہیں مانگ رہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے بندوں، اے حکمرانوں تم جمہوریت کے نام پر عوام کو ریلیف دینے کے نام پر عوام سے ووٹ لے کر آئے ہو قوم کے مجرم مت بنو قوم دیکھ رہی ہے۔ 2018 بھی دور نہیں ہے اُس سے پہلے تمہیں تخت سے نیچے لے آئیں گے اگر آپ نے اپنے روّیوں کو نہ بدلہ۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحسین کرنا، کیا آپ نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے؟ کسی کے باپ کا نہیں ہے یہ مُلک۔ کوئی اپنی جیب سے دے تو پھر ہم مانیں گے کہ یہ احسان کر رہے ہیں۔ یہ باہر سے تو 25 روپے کا لیں اور ہمارے غریب عوام کو 70 اور 75 روپے کا دیں۔ آج کسان خودکشیاں کر رہا

ہے،آج غریب آدمی کو بِل آتا ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے کہ میں اس بل کو کیسے دوں؟اس لئے میں اس کو oppose کرتا ہوں اور اس ترمیم کی مذمت کرتا ہوں جو رانا ثناء اللہ لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر:اجلاس کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں نے بھی oppose کیا تھا۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ جو قرارداد میاں محمود الرشید صاحب نے پیش کی ہے یہ بلاشبہ اس ملک کے غریب کی آواز ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ تو ultimately وفاقی حکومت نے کرنا ہے پنجاب حکومت یا پنجاب کے کسی محکمے نے تو اس کا فیصلہ نہیں کرنا کہ اس کی قیمت بڑھنی چاہئے یا کم ہونی چاہئے۔یہ پنجاب کے عوام کی طرف سے اس ایوان کے توسط سے ایک message جانا ہے کہ یہ ایوان پنجاب کا نمائندہ ایوان ہے۔اس کے بعد یہ بات وفاقی حکومت کے پاس چلی جائے گی پھر وفاقی حکومت اس پر فیصلہ کرتی ہے یا نہیں اس کے بارے میں مجھے اور آپ کو کچھ معلوم نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ براہ راست حکومت پنجاب کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس طرح کی قرارداد کی مخالفت کے نتیجے کے اندر،ظاہر ہے کہ پنجاب کے لوگوں پر کوئی اچھا تاثر نہیں جاتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ بات دلیل کے ساتھ ہونی چاہئے۔یہ 40 روپے کی قیمت کا معاملہ ہے میاں محمود الرشید نے مجھ سے بھی اس حوالے سے تھوڑا سا discuss کیا تھا کہ قیمت کا کیا تعین ہونا چاہئے۔اس حوالے سے ہمارے پاس معلومات تھیں کہ بین الاقوامی مارکیٹ کے اندر جب اس ریٹ پر پیٹرول available ہو گا تو پھر پاکستان کے اندر کس ریٹ پر available ہو سکے گا۔بلاشبہ جو حکومت نے سیلز ٹیکس اور ڈیوٹی وغیرہ لگائی ہوئی ہے۔ہم نے ان کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کو بہت ہی fare کیا جائے تاکہ حکومت کی بھی بات رہ جائے اور عوام کو بھی سہولت مل جائے۔ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھ کر ہم نے 40 روپے کا تعین کیا ہے۔آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اسی قیمت کا تعین،اسی طرح کی recommendation سندھ اسمبلی نے بھی کی اور انہوں نے بھی 40 روپے مقرر کیا۔یہ ایک متفقہ سی چیز بن جاتی ہے کہ سندھ کے ایوان کی طرف سے بھی 40 روپے کا مطالبہ آیا ہے اور پنجاب کے ایوان کی طرف سے بھی 40 روپے کا شور وغل ہوا ہے۔یہ صرف ایک بات ہے کہ اگر یہاں سے منظور ہو جائے تو یہ بات وفاقی حکومت کے پاس چلی جائے گی اور پھر وفاقی حکومت

نے اس کو کیسے لینا ہے یہ اُس کا فیصلہ ہو گا۔ میں پورے ایوان سے ملتمس ہوں کہ آپ یہاں سارے کاشتکار بھائی بیٹھے ہیں جب پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمت بین الاقوامی ریٹ سے compatible ہو جائے گی اور اس میں کمی آ جائے گی تو اس کا کس کو فائدہ ہو گا؟ بنیادی طور پر اس کا فائدہ پنجاب کے کاشتکار کو ہو گا کیونکہ اُن کو ڈیزل سستا ملے گا۔ ڈیزل ٹیوب ویلوں کے اندر بھی استعمال ہوتا ہے اور ٹریکٹر کے اندر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس سے بحیثیت مجموعی کاشتکاروں کو فائدہ ہو گا اور یہ ایوان بھی کاشتکاروں کا ہی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے یہ بڑی اچھی قرارداد محمود الرشید صاحب کی طرف سے آئی ہے اور یہ ہم سب کی طرف سے متفقہ ہی ہے۔ میں بہت ہی ادب کے ساتھ محترم رانا ثناء اللہ خان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو ترمیم دی ہے اس کو وہ withdraw کر لیں اور اس معزز ایوان کی طرف سے اس قرارداد کو متفقہ طور پر جانے دیں اس طرح سے اس ایوان کی طرف سے ایک اچھا message عوام کے پاس چلا جائے گا۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ عوام کو ریلیف دینا حکومت کی ذمہ داری ہے، حکومت کا فرض ہے لیکن کسی بھی طبقے یا کسی بھی political group کی طرف سے اس کو point scoring کے لئے استعمال کرنا انتہائی منفی روّیہ ہے، انتہائی باعث اعتراض اور قابل مذمت ہے۔ اب ان لوگوں کا آپ روّیہ دیکھیں کہ جب اس میں کمی کی جا رہی تھی تو اُس وقت بعض ایسے عناصر جو صرف اور صرف اپنی منفی سیاست کو آگے بڑھانے کے لئے اور اس ملک میں جو ترقی کا پہیہ چل نکلا ہے اسے روکنے کے لئے یہ کبھی کنٹینر پر چڑھتے ہیں، کبھی چوکوں میں جاتے ہیں۔ (شور و غل)

MR. SPEAKER: Order please, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان لوگوں کا آپ اسی سلسلے میں روّیہ یہ دیکھیں کہ انہوں نے اُس وقت یہ مطالبہ کیا تھا، پورا میڈیا اور پورے اخبارات اس بات کے گواہ ہیں کہ جن دنوں میں ابھی یہ کمی کا فیصلہ نہیں ہوا تھا اس وقت انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ 10 روپے کم کیا جائے۔ اُس کے بعد ان کے لیڈر کوئٹہ میں 20 روپے کا مطالبہ کر رہے تھے اور آج یہ 40 روپے کا مطالبہ کر رہے

ہیں۔اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کی کوئیcalculation نہیں ہے۔جب انٹرنیشنل مارکیٹ میں قیمت کم ہوتی ہے تو اس کے impacts correspondingہوتے ہیں۔کئی جگہوں پر وہی بات فائدہ مند ہوتی ہےاور کئی جگہوں پر وہ بات negative sideپر جاتی ہے۔پوری calculationکے بعد اس کا تعین کیا جاتا ہے۔یہ اسی کے مطابق اِس سے پہلے بھی کیا گیا تھااور اب بھی کیا گیا ہے۔اسی تعین کے مطابق اور اسیcalculationکے مطابق،اسcalculationکو تمام ایسے لوگوں نے جو اس سے پہلے فنانس میں مختلف عہدوں پر رہے ہیں بلکہ اِن کے بھی وہ لوگ جو فنانس کو سمجھنے والے ہیں کیونکہ ہر آدمی تو ٹیکنیکل نہیں ہے۔ڈاکٹر سید وسیم اختر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بڑیcalculationکی ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اِن کی یا میری اس سلسلے میں کوئیexpertiseہے۔انہوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ correspondence factsکو دیکھتے ہوئے یہ کمی بالکل صحیح کی گئی ہے اور اس کے مطابق لوگوں کو ریلیف دیا گیا ہے۔ان کا مقصد صرف اور صرف معاملات کو الجھانا ہے یعنی مقصد یہ ہے کہ اس ریلیف کی وجہ سے عوام میں جو مثبت پیغام گیا ہے اس کوconfuseکرنے کے لئے یہ سارا پراپیگنڈا اور یہ ساری کوشش ہورہی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور"شیم، شیم"کی نعرے بازی شروع کر دی)

"یہ ایوان پٹرول کی قیمت میں حالیہ پانچ روپے فی لٹر کی کمی کے فیصلے کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے۔اس حالیہ کمی کے بعد مجموعی طور پر پٹرول کی قیمت میں تقریباً 30روپے فی لٹر کی کمی کی جا چکی ہے جس سے عام آدمی کو ریلیف ملا ہے جو موجودہ حکومت کی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔

یہ ایوان امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس مد میں عوام کو مزید ریلیف فراہم کرنے کے لئے مزید اقدامات بھی کرے گی"

(ترمیم شدہ قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر:آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 10۔فروری 2016 صبح10:00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔